



حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی

پس منسلک
الحق حد
کا دعای

مرکزی ترجمہ
الحق حد
پاکستان
کارتھال

جلد: 47 | ۱۸ تا ۲۲ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ 14 تا 20 اکتوبر 2016ء | شمارہ: 40

شہادت سیدنا حسین



توہم پرستی

معاشرے میں تیزی
سے بڑھتا ہوا ناسور!

ہجری کیلنڈر

سن ہجری کی ابتداء
کب اور کیسے ہوئی؟



تنازعہ کشمیر

کشمیر کے مسئلہ پر پوری قوم متحرک اور
سیاسی قیادت کا اجتماعِ وحدت کا بیجا ہے

امیر محمد شاہ جعفر میر



سلام کے بعد امام کا اسی جگہ نفل ادا کرنا؟



دورانِ جماعت سنت فجر پڑھنا؟!



اذان کی فضیلت.....؟!



درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد رحمہ اللہ

تحفظ ذات

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْجِبَارُ﴾ (التحریم: 6)

”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ (وہ آگ کہ) جس کا ایندھن (برے) لوگ اور پتھر ہوں گے۔“

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کے سامنے ہدایت کی راہیں واضح کر دی ہیں، پھر حضرت محمد ﷺ اور اصحاب النبی ﷺ کے روز و شب اس بات کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ عملاً انہی راہوں پر چل کر کامیابی و کامرانی کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ گویا قرآنی تعلیمات ہی انسان کی کامیابی اور کامرانی کی ضامن ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بار بار بنی نوع انسان کو عموماً اور ایمان والوں کو خصوصاً اپنی اور اپنے رشتہ داروں کی ذات کا تحفظ بطریق شریعت محمدی ﷺ کرنے کا کہا ہے عذاب آخرت سے بچنے اور بچانے کی تلقین اور نصیحت بار بار فرمائی ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ﴾ (الباقیہ: 105)

”اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کی فکر کرو۔“

اور فرمایا:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَسْمِعُوا وَأَطِيعُوا أَطِيعُوا خَيْرًا لَا تَقْسِمُكُمْ﴾

”پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور سنتے چلے جاؤ اور اطاعت اختیار کرو اور اپنی جانوں کے لیے خیر کو خرچ کرو۔“ (التغابن: 16)

حضرات انبیاء ﷺ کے لیے بھی کامیابی اور نصرت اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں مضرت تھی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو فرمایا کہ آپ اُمت کو آگاہ کر دیجیے کہ:

﴿قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ (الزمر)

”آپ کہہ دیجیے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو (اپنے لیے) ایک عظیم الشان دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔“

دنیا میں رہتے ہوئے انسان ہر وہ حربہ اختیار کرتا ہے جو اسے نقصان، تکلیف اور مصیبت سے بچانے کا سبب بن سکتا ہو۔ لیکن حقیقی نقصان اور اذیت جو کہ ابدی اور نہ ختم ہونے والی ہے اس سے بچنے کا کوئی سامان نہیں کر رہا۔ جس کا نتیجہ کل قیامت کے دن سوائے پچھتاوے اور حسرت کے اور کچھ نہ ہوگا۔ اس لیے اس دن کے پچھتاوے سے بچنے کے لیے اور اپنی جان کے تحفظ کے لیے اللہ کی اطاعت و بندگی والی زندگی گزارنی چاہیے۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی رحمہ اللہ

غاصبانہ قبضے کا انجام

[عن سعید بن زید رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يَطْوِفُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ"] (متفق علیہ)

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے کسی کی ایک بالشت زمین پر قبضہ کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں ساتوں زمین کا طوق (ہار) ڈال دیں گے۔“

دنیا میں انسان اپنی طاقت، دولت یا عہدے سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی کی جائیداد یا زمین و مکان پر ناجائز قبضہ کر کے سمجھتا ہے کہ میں نے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ حالانکہ جو وہ حاصل کر رہا ہے اپنے اوپر بوجھ ڈال رہا ہے۔ جو کسی کو دھوکہ دے وہ قیامت کے دن اسے لیے لیے پھرے گا مگر اس دن وہ چیز اس سے وصول نہیں کی جائے گی بلکہ اس کے بدلے نیکیاں لی جائیں گی۔ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی صورت میں انسان کو گھیر لے گا اور بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔

اس حدیث میں خاص طور پر زمین کا ذکر کیا گیا ہے کہ جس نے کسی بھائی کی بالشت بھر زمین پر ناجائز غاصبانہ قبضہ کیا تو قیامت کے دن اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا ہار بنا کر ڈال دیا جائے گا اور رسوائی اس کا مقدر بن جائے گی۔ کسی کی چیز پر ناجائز ذرائع سے قبضہ کرنا غصب ہے۔ ایک رائی کے برابر بھی کسی کی ملکیت ہے اسے جبرالینا بھی گناہ ہے۔ ظلم خواہ تھوڑا ہی یا زیادہ وہ ظلم ہی ہے۔ لوگ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ ایک دن اللہ کے دربار میں حاضری ہوگی اور ایک ایک چیز کا حساب ہوگا۔ قبضہ گردپ باقاعدہ مافیہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ زمینوں، جائیدادوں پر قبضہ اس قدر زیادہ ہو رہے ہیں کہ ایک پلاٹ کئی کئی مرتبہ فروخت ہو جاتا ہے۔ جلسازی اس قدر عام ہے کہ جعلی رجسٹریاں اور انتقال کروا کر جائیداد کو فروخت کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت مخصوص گروہ سرگرم عمل ہیں جو ایسے پلاٹ تلاش کرتے ہیں جو متنازعہ ہوں یا ان کا مالک کسی وجہ سے پلاٹ پر آتا جاتا نہ ہو۔ ان پلاٹوں پر قبضہ کرنے والے یہ مت بھولیں کہ وہ قیامت کے روز سزا سے بچ جائیں گے۔ ناجائز قبضہ والی زمین پر مسجد، ہسپتال یا مدرسہ بھی نہیں بنایا جاسکتا۔ جو یہ کام کرے گا اسے قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا ہار پہنایا جائے گا۔ لہذا کسی بھی چیز پر ناجائز قبضے سے گریز کیا جائے خواہ وہ عہدہ ہو یا جائیداد۔ ناجائز قابض ہمیشہ ناپسندیدہ ہوتا ہے۔

ماہ محرم الحرام اور سن ہجری!

محرم الحرام کا مہینہ جہاں نئے اسلامی سال کی نوید لاتا ہے وہاں اس کی آمد سے بہت سی المناک یادیں حسین رضی اللہ عنہ نے نہایت مظلومیت اور کسپری کے عالم میں جام شہادت نوش فرمایا۔

بلاشبہ یہ مہینہ انتہائی عظمت و احترام کا حامل ہے اور ان چار مہینوں میں شمار ہوتا ہے جنہیں ”اشہر حرم“ یعنی حرمت کے مہینے جیسے لقب سے نوازا گیا ہے۔ وہ چار مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب ہیں۔ اگرچہ علماء سلف اور محققین کی تحقیق کے مطابق اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کئی برگزیدہ انبیاء کرام کو اپنے لطف و کرم اور فضل و احسان سے نوازا ہے۔ مگر یہ مسلمہ امر ہے کہ واقعہ کربلا کو اس مہینہ کی عظمت و رفعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس مہینہ کو ابتدائے آفرینش سے ہی فضیلت حاصل ہے۔ بایں ہمہ اس حقیقت سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا کہ اسلامی تاریخ کو جس چیز نے سب سے زیادہ موثر بنایا ہے اس کے وہ ان گنت واقعات ہیں جو عزم و استقلال، استبداد شکنی، صبر و ثبات، حق گوئی و بیباکی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ایثار و جانثاری کی اعلیٰ ترین مثالیں پیش کرتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت تاریخ اسلام کا ایک اندوہناک سانحہ ہے، دیکھنا یہ ہے کہ ان کرہناک لمحات میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کیا کردار پیش کیا اور شریعت اپنے ماننے والوں سے کیا تقاضا کرتی ہے؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے آغاز جنگ سے قبل سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو تلقین کی تھی کہ میں جس وقت دشمن کے ہاتھوں قتل کر دیا جاؤں تو میرے غم میں اپنا گریبان چاک نہ کرنا، نہ ہی اپنا چہرہ نوچنا اور نہ ہی رخساروں کو پیٹنا۔ حقیقی بات یہ ہے کہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے وہ ہر شعبہ میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے اور مصائب کے وقت صبر کی تلقین کرتا ہے اور آہ وزاری سے منع کرتا ہے۔

کتاب و سنت میں محرم الحرام کی عظمت و فضیلت اور احترام تذکرہ موجود ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کے فرضی روزوں کے بعد محرم کے روزوں کا بہت زیادہ اجر و ثواب بتایا ہے۔ آپ ﷺ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود ماہ محرم کی دس تاریخ کو روزہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ ”تم لوگ اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟“ یہود نے جواب دیا کہ یہ دن بڑی فضیلت کا حامل ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا۔ سیدنا موسیٰ نے اس دن شکر کے طور پر روزہ رکھا، اس لیے ان کی اتباع میں ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”ہم سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے تم سے کہیں زیادہ قریب ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے دس محرم کا خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی حکم دیا۔ آپ ﷺ نے زندگی کے آخری دور میں فرمایا کہ ”میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو دس محرم کے ساتھ نوا گیا یہ محرم کو روزہ رکھوں گا۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہی فرمایا کہ ”یہود کی مخالفت کرو اور عاشورہ سے قبل یا بعد ایک مزید روزہ رکھو۔“ اس کی فضیلت کے بارے میں فرمایا کہ ”اس سے سال گذشتہ کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

آئیے ذرا تاریخ پر نظر ڈالیں کہ ہجرت مدینہ سے سن ہجری کا آغاز کیوں ہوا؟ اس کا فلسفہ کیا ہے؟ مؤرخین نے اپنے اپنے انداز اور تحقیق کے مطابق اس پر روشنی ڈالی ہے کہ اسلام جہاں ہمارے اعمال و عقائد میں ایک طرح کا نظم و ضبط پیدا کرنا چاہتا ہے وہاں وہ ہمارے ماہ و سال اور سن و تقویم کے تعین میں بھی چند خصوصیات کو اہمیت دیتا ہے جو دوسروں سے مختلف ہیں۔ ممتاز عالم دین اور اہل قلم مولانا عبدالرحمن کیلانی ”رقم طراز ہیں کہ

بشیر الانصاری
ایم اے

☆ مجلس
☆ ادارت
☆ جناب پروفیسر عبدالغفور راشد
☆ جناب پروفیسر عبدالرحمن بخاری

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن وحدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام ومسائل
- 6 مسکینوں اور یتیموں پر رحم کرنا..... (خلعہ رحم)
- 10 شہادت سیدنا حسین
- 12 کدما سے گھوڑوں کے ہاتھوں کی آواز
- 15 سعودی عرب کے پاکستان پر احسانات
- 16 قوم پرستی
- 19 سن ہجری کی ابتداء
- 21 یاد رفتگان..... ہر طرح..... علامہ عبدالعزیز
- 22 حضرت علامہ عبدالعزیز حنیف
- 24 طب و صحت
- 25 منزل کی تنہا ہے تو کرم جہد مسلسل

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایسے نام
اور ترسیل زر منبر کے نام سے ہونی چاہئے

پتہ: ہفت روزہ ”ایشیاء“ پتہ: پتہ: پتہ

(المعرفہ پتہ) 106 راجہ راجہ راجہ 54000

فون: 042-37725525 فیکس: 042-37720257
E-mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ زر تعاون کیلئے

میزان بینک راجہ راجہ 0211 0211 0100270239

بیل اشتراک

سالانہ	600/- روپے
ششماہی	350/- روپے
بذریعہ دی ہائی	650/- روپے
بذریعہ ممالک سے	6000/- روپے
نی پرچہ	20/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”سلسلہ پرنٹ ان“ شاہ خالد ناؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

دنیا بھر کے مروجہ سنین کی ابتدا پر نظر ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ کوئی سن کسی بڑے آدمی کی یا بادشاہ کی پیدائش، وفات یا تاجپوشی سے شروع ہوتا ہے یا پھر کسی ارضی یا سماوی حادثہ مثلاً زلزلہ، سیلاب یا طوفان کی تاریخ ہے۔ سن ہجری کو ہی یہ اعزاز و شرف حاصل ہے کہ اس کا آغاز دین اسلام کی سر بلندی کی خاطر اپنے وطن عزیز کو چھوڑ کر چلے جانے سے ہوا ہے۔ اپنے وطن کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہنا ایک بڑی قربانی ہے اور ایسے اوقات میں ہر شخص کا دل بھرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی ہجرت کے وقت مکہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: ”اے مکہ! تو کتنا پاکیزہ ہے اور مجھے پیارا لگتا ہے اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کہیں نہ رہتا۔“ ظاہر ہے کہ ترک وطن پر انسان صرف اسی صورت میں آمادہ ہو سکتا ہے جب وہ انتہائی مجبور ہو یا کوئی عظیم مقصد اس کے پیش نظر ہو اور مسلمانوں کے لئے یہ مقصد دین اسلام کی سر بلندی تھا۔ ہجرت کے واقعہ کو سنہ ہجری کی بنیاد قرار دینے کا مقصد ہی یہ تھا کہ مسلمانوں کو ہر نئے سال کے آغاز پر یہ پیغام یاد رہے کہ انہیں اسلام کی سر بلندی کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔“

یہ بات ظاہر ہے کہ ہجرت مدینہ تاریخ اسلام کا بڑا اہم واقعہ ہے۔ سن ہجری کی ترویج سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فراست کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ انہوں نے واقعہ ہجرت سے اسلامی سن کا آغاز کر کے کتنی بڑی بصیرت کا ثبوت دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ جب کسی قوم کا احساس بیدار ہوتا ہے، جب زندگی کا ایک خاص نقطہ نظر اس پر واضح ہوتا ہے اور وہ اسے اس حد تک مجبور کرتا ہے کہ وہ اس کی کامیابی اور بقا کے لئے اپنی زندگی کی پوری ترتیب کو بدل دینے پر آمادہ ہو جائے تو سمجھ لیجئے کہ اب اس فوز و فلاح میں کوئی شبہ نہیں رہا۔ لہذا مسلمانوں نے اگر ہجرت پر اپنے سن کی بنیاد رکھی ہے اور محرم الحرام کو اس کا پہلا مہینہ قرار دیا ہے تو گویا اس میں یہ پیغام مضمر ہے کہ اجتماعی زندگی کے لئے یہ اقدام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آخر میں ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ نئے اسلامی سال کو پاکستان، اسلامیان پاکستان، اسلام اور عالم اسلام کے لئے استحکام، کامیابی اور کامرانی کا موجب بنادے۔ آمین!

کشمیر کے معاملے پر پوری قوم متحد اور سیاسی قیادت کا اجتماع وحدت کا پیغام ہے۔ پروفیسر ساجد میر

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ کشمیر کے معاملے پر پوری قوم کا متحد ہونا خوش آئند ہے۔ سیاسی قیادت کے اجتماع سے دنیا کو قومی وحدت کا پیغام گیا۔ تمام قائدین نے وزیر اعظم کی اقوام متحدہ میں کشمیریوں کے حق میں بلندی گئی آواز میں آواز ملائی۔ اے پی سی میں شرکت سے واپسی پر مرکزی دفتر میں علما کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ تمام سیاسی جماعتیں اور مسلح افواج اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق کشمیریوں کے حق خود ارادیت کے لیے متحد ہیں۔ کشمیر میں آزادی کا سورج جلد طلوع ہونے والا ہے۔ کشمیر کو انٹو انگ کہنے کا بھارتی دعویٰ مذاق بن گیا ہے۔ کنٹرول لائن پر بلا اشتعال بھارتی جارحیت امن و سلامتی کیلئے خطرہ ہے۔ بے گناہ کشمیریوں کے قتل عام، پانی کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کے بھارتی عزائم قابل مذمت ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کنٹرول لائن پر سر جیکل سٹر انگیس کے بھارتی دعوؤں کو دنیا نے بھی نہیں مانا۔ بھارتی دعویٰ کشمیریوں پر مظالم سے عالمی توجہ ہٹانے کی کوشش ہے۔ اجلاس کے شرکاء نے عزم ظاہر کیا کہ ہر قسم کے اندرونی و بیرونی خطرات سے نمٹنے کے لئے سب پوری طرح متحد ہیں۔ پاکستانی عوام مسلح افواج کے ساتھ مل کر کسی بھی بیرونی جارحیت سے نمٹنے کے لئے تیار ہیں۔ پروفیسر ساجد میر نے مزید کہا کہ بھارت کی بلوچستان میں ثابت شدہ مداخلت اور پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کرنے کی بھارتی کوششیں اب کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ کشمیر کے مقابلے میں بھارت بلوچستان میں باغی تیار کرنے کے لیے کوشاں ہے مگر اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

نائن الیون میں ہلاک افراد کے لواحقین کو سعودی عرب پر مقدمہ کرنے کا حق دینا نا انصافی ہے۔ امیر محترم

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ امریکی کانگریس کی طرف سے نائن الیون میں ہلاک افراد کے لواحقین کو سعودی عرب پر مقدمہ کرنے کا حق دینا نا انصافی ہے۔ اگر بالفرض سعودی باشندے اس حادثہ میں ملوث بھی تھے تو اس میں سعودی عرب کو بحیثیت ریاست کیسے ذمہ دار ٹھرایا جاسکتا ہے۔ اپنے رد عمل میں ان کا کہنا تھا کہ امریکہ نے افغانستان اور پاکستان میں سینکڑوں بے گناہ شہریوں کو ڈرون کا نشانہ بنایا تو اس اعتبار سے ان شہریوں کو امریکہ کے خلاف مقدمہ کرنے کا حق ملنا چاہیے۔ نائن الیون حادثہ مشکوک ہے، مقصد اسلامی ممالک کو زیر عتاب لانا تھا۔ اب ایک سعودی عرب بچا تھا اسے بھی نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ امریکہ باری باری تمام اسلامی ممالک کو نشانہ بنانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ اب ایک مشکوک حادثہ کی بنیاد پر سعودی عرب کو لپٹنے کی کوشش انتہائی نامناسب اور نا انصافی پر مبنی ہے۔ ہم اس اقدام کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ اس اقدام سے عالم اسلام سے امریکہ کو شدید رد عمل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ یہ ایک طرح سے مسلم دشمنی کا مظاہرہ ہے جو عالمی امن کے نقصان دہ ہوگا۔

چاب مولانا
ابو محمد عبدالستار احمد
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سابقہ کلاسیک میاں پٹنم لاہور پاکستان
Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
Email: markaz.dirasat@gmail.com

احکام و مسائل

اذان کی فضیلت

سوال امام بخاری نے کتاب الاذان میں ایک باب بایں الفاظ قائم کیا ہے: [باب فضل التأذین] یعنی اذان دینے کی فضیلت پھر جو حدیث پیش کی ہے اس میں ہے کہ شیطان اذان کی آواز سن کر گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے۔ اس حدیث سے اذان کی فضیلت کیسے ثابت ہوتی ہے؟

جواب امام بخاری کے قائم کردہ عناوین بھوس اور خاموش ہوتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بہت مضبوط اور جاندار ہوتے ہیں۔ نیز وہ خاموشی کے ساتھ اپنی معنویت پر دلالت کرتے ہیں۔ اگرچہ تاذین کا لفظ مؤذن کے قول و فعل اور اس کی ہیئت وغیرہ سب کو شامل ہے لیکن اس مقام پر اس سے مراد اذان کے الفاظ ہیں۔ امام بخاری نے اذان کی بجائے تاذین کے الفاظ اس لیے استعمال کیے ہیں تاکہ عنوان کی الفاظ سے مطابقت ہو جائے کیونکہ حدیث میں تاذین کا لفظ آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی بایں الفاظ مروی ہے: ”جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیچھے پھیر کر گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سن سکے“ (بخاری، الاذان: ۶۰۸)

اذان کی فضیلت بایں طور ثابت ہوتی ہے کہ اذان ہی ایک ایسی چیز ہے جس کی آواز سن کر شیطان بھاگنے پر مجبور ہو جاتا ہے اگرچہ اذان کی فضیلت میں متعدد احادیث کتب حدیث میں مروی ہیں لیکن امام بخاری نے صرف مذکورہ حدیث کا انتخاب اس لیے کیا ہے کہ اذان سے متعلق دیگر فضائل کو متعدد نیک اعمال سے حاصل کیا جاسکتا ہے جبکہ شیطان کے بھاگنے کی خصوصیت صرف اذان سے وابستہ ہے۔

واضح رہے کہ شیطان سے ہوا کا خارج ہونا بعید از امکان نہیں کیونکہ اس کا بھی ایک جسم ہے جسے غذا کی ضرورت ہوتی ہے یہی غذا اس کا سبب بنتی ہے اس کی مذکورہ حرکت کی کئی ایک وجوہات ہیں جنہیں محدثین نے بایں الفاظ بیان کیا ہے:

❊ وہ اس ناز یا حرکت سے اذان کے ساتھ مذاق کرتا ہے جیسا کہ غیر مہذب لوگوں کا شیوہ ہے۔

❊ وہ دانستہ یہ کام کرتا ہے تاکہ اذان کی آواز اس کے کانوں میں نہ آ سکے کیونکہ جب قریب شور برپا ہو تو دور کی آواز سنائی نہیں دیتی۔

❊ اذان کی وجہ سے اس پر بوجھ پڑتا ہے وہ اس دباؤ کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔

جیسے کسی آدمی کو انتہائی پریشان کن اور دہشت ناک معاملہ پیش آگیا ہو تو ایسے حالات میں خوف کی وجہ سے اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور اسے خود پر کنٹرول نہیں رہتا اس بے بسی کے عالم میں اس کا پیشاب اور ہوا از خود خارج ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ شیطان لعین جب اذان سنتا ہے تو اس کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے یعنی وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ وہ مقام روحاء تک بھاگتا چلا جاتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سن سکے۔ (مسلم، المساجد: ۸۵۶)

مقام روحاء مدینہ طیبہ سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے۔ (فتح الباری: ج ۲ ص ۱۱۳) بہر حال اس حدیث سے اذان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ وضاحت کر دی گئی ہے۔ واللہ اعلم!

دوران جماعت سنت فجر پڑھنا

سوال ہمارے ہاں عام طور پر جب فجر کی نماز کھڑی ہو جاتی ہے تو کچھ لوگ جلدی جلدی مسجد کے کسی کونے میں فجر کی دو سنت پڑھ کر جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ قرآن وحدیث کے مطابق ایسا کرنا کیا حیثیت رکھتا ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب جب فجر کی نماز کھڑی ہو جائے تو نماز باجماعت کے علاوہ ہر قسم کی نماز منع ہے خواہ سنت ہو یا نوافل راتبہ ہوں یا غیر راتبہ کیونکہ حدیث میں ہے: ”جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہوتی۔“ (مسلم، الصلوٰۃ: ۱۶۴۳)

امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس مسئلہ کو دلائل وبراہین کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ البتہ کچھ اہل علم نے نماز فجر کی تکبیر کے بعد چند شرائط کے ساتھ فجر کی دو سنت ادا کرنے کی گنجائش پیدا کی ہے۔ چنانچہ متداول درسی بخاری کے حاشیہ پر بیہقی کے حوالے سے ایک حدیث بیان کی گئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ”جب نماز کی تکبیر ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ دوسری کوئی نماز نہیں ہوتی ہاں فجر کی دو سنتیں پڑھی جاسکتی ہیں۔“ بلاشبہ یہ حدیث سنن بیہقی میں مروی ہے۔ (بیہقی: ج ۲ ص ۲۸۳)

لیکن امام بیہقی نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد خود وضاحت کی ہے کہ مذکورہ اضافہ بالکل بے اصل اور بے بنیاد ہے۔ نیز اس کی سند میں حجاج بن نصر اور عباد بن کثیر دو راوی ضعیف ہیں۔ اس کے برعکس امام بیہقی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بایں الفاظ بیان کی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز فجر کی تکبیر ہو جائے تو دوسری کوئی نماز نہیں ہوتی۔“ عرض کیا گیا اللہ کے رسول! ایسے حالات میں فجر کی دو سنت پڑھنا بھی درست نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں، تکبیر کے بعد فجر کی دو سنت پڑھنا بھی جائز نہیں۔“ (بیہقی: ج ۲ ص ۲۸۳)

اگرچہ اس کی سند میں مسلم بن خالد نامی ایک راوی مشکلم فیہ ہے تاہم امام ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور اپنی صحیح میں اسے قابل حجت کہا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: ”اس روایت کو ابن عدی نے حسن سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔“ (فتح الباری: ج ۲ ص ۱۹۴)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس شخص کو پیٹتے تھے جو نماز کی تکبیر کے بعد کسی دوسری نماز میں مشغول ہوتا۔ نیز سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسے شخص کو کنکریاں مارتے تھے۔ (سنن بیہقی: ج ۲ ص ۳۱۸۳)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر ہو جانے کے بعد فجر کی سنتیں ادا کرنا اور فرض نماز میں شمولیت نہ کرنا شرعاً درست نہیں نیز ایسا کرنا طریقہ نبوی کے خلاف ہے۔ تکبیر کے بعد نوافل وغیرہ ترک کر کے جماعت میں شامل ہونا اور اسے فرض نماز کے بعد ادا کرنا ہی اتباع سنت کا عین تقاضا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ فجر کی نماز کھڑی ہو چکی ہو اور اس نے ابھی تک سنتیں نہ پڑھی ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ جماعت میں شامل ہو جائے اور فرض پڑھ کر سنتیں ادا کر لے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ سیدنا قیس بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے صبح کے فرض پڑھنے کے بعد دو رکعت (سنت) پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے حقیقت حال معلوم ہو جانے کے بعد انہیں کچھ نہ کہا بلکہ سکوت فرمایا۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۱۶)

ان دو سنتوں کو طلوع آفتاب کے بعد بھی پڑھا جاسکتا ہے اس کے لیے مسجد میں بیٹھ کر طلوع آفتاب کا انتظار کرنا ضروری نہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”جو شخص فجر کی دو سنت نہ پڑھ سکے تو اسے چاہیے کہ وہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھے۔“ (ترمذی، الصلوۃ: ۴۲۳)

اگرچہ اس روایت کو اہل علم نے ضعیف کہا ہے تاہم علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ: ۲۳۶۱)

اس مقام پر یہ اشارہ کر دینا بھی ضروری ہے کہ سیدنا زبیر بن جراحؓ نے صحیح بخاری کے حاشیہ نگار مولانا احمد علی سہارنپوری کے نام اس سلسلہ میں ایک خط بھی لکھا تھا جس کی تفصیل ہم نے شرح بخاری میں لکھی ہے۔ میر اللہ طبعہ

واضح رہے کہ اس موضوع پر علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ نے مستقل ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ”اعلام اہل العصر فی احکام رکعتی الفجر“ ہے۔ واللہ اعلم!

سلام پھیرنے کے بعد امام کا وہیں نفل ادا کرنا

سوال میں ایک مسجد میں امام ہوں میں نے ایک دن سلام پھیرنے کے بعد وہیں سنتیں ادا کرنا شروع کر دیں ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ ایسا کرنا درست نہیں آپ کو جگہ بدل لینا چاہیے تھی۔ اس مسئلہ کی وضاحت کر دیں۔

جواب امام بخاریؒ نے ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ”سلام پھیرنے کے بعد امام کا اپنی جگہ پر ٹھہرے رہنا۔“ (بخاری الاذان باب نمبر ۱۵۷)

اس عنوان سے امام بخاریؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ امام سلام پھیرنے کے بعد وہیں نفل وغیرہ پڑھ سکتا ہے اسے جگہ بدلنے کی ضرورت نہیں۔ امام بخاریؒ نے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لیے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک عمل پیش کیا ہے کہ وہ اسی جگہ پر نفل وغیرہ پڑھتے جہاں انہوں نے فرض نماز ادا کی ہوتی تھی۔ اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے متصل سند سے بیان کیا ہے۔ (المصنف لابن ابی شیبہ: ج ۲ ص ۲۳)

امام بخاریؒ مزید بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ روایت صحیح نہیں جس میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”امام اسی جگہ نفل پڑھے جہاں اس نے فرض نماز ادا کی تھی۔“ امام بخاریؒ نے اس کی تفصیل اپنی مایہ ناز تصنیف تاریخ الکبیر میں بیان کی ہے۔

ہمارے رجحان کے مطابق جس نماز کے بعد سنن وغیرہ ہیں اس کے متعلق جمہور اہل علم کا موقف ہے کہ پہلے اذکار مسنونہ پڑھے جائیں پھر نوافل پڑھنے چاہئیں۔ اگر وظائف کی بجائے جگہ بدل لی جائے تو بھی کافی ہے۔ اگر نماز کے بعد سنن وغیرہ نہیں ہیں تو اس صورت میں امام اور مقتدی کو چاہیے کہ وہ خود کو مسنون وظائف میں مصروف رکھیں۔ وظائف کے لیے جگہ بدلنے کی چنداں ضرورت نہیں وہیں بیٹھے بیٹھے انہیں پورا کر سکتا ہے وہاں نوافل بھی ادا کر سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں جو ممانعت آئی ہے محدثین کے ہاں اس کی صحت محل نظر ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے جس کی ہم نے پہلے وضاحت کر دی ہے۔ واللہ اعلم!

مسکینوں اور فقیروں پر رحم کرنا

امام مسجد الحرام
فضیلہ رحمہ اللہ
ڈاکٹر صالح بن حمید

ترجمہ — جناب محمد عاطف الیاس — تقریبی — جناب حافظ یوسف سراج — تاریخ — 28 ذی الحجہ 1437ھ / 30 ستمبر 2016ء

حمد و ثناء کے بعد:

اے لوگو! میں اپنے آپ کو اور آپ سب کو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہوں۔ اللہ آپ کی نگہبانی فرمائے۔ اللہ سے ڈرو! جان رکھو کہ دنیا ایک گزرگاہ ہے اور آخرت قیام کی جگہ اور ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے۔ اس گزرگاہ سے آخرت کے گھر کے لیے سامان تیار کیجیے۔ دیکھو! تم سے پہلے بھی بہت سے لوگ یہاں سے گزر چکے ہیں اور تم بھی آخر گزر جاؤ گے۔ وہ اپنے گھر والے، مال اور جائیداد سب چھوڑ گئے ہیں اور تم بھی چھوڑ جاؤ گے۔ انہیں جس چیز کا سامنا کرنا پڑا ہے اس کا سامنا تمہیں بھی کرنا ہی ہوگا۔ وہ اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھ چکے ہیں اور تم بھی دیکھ لیو گے۔ ان کا حساب لے لیا گیا ہے اور تم سے بھی ضرور لیا جائے گا۔

کرتے ہیں اللہ اس کو خوب جانتا ہے“ (الزمر)
اے مسلمانو! ایک سال کے جانے اور دوسرے کے آنے پر اپنے محاسبہ کے لیے ذرا سارک جاییے، نفع اور نقصان کا اندازہ لگانے کے لیے تھوڑا ٹھہر جانا عین مناسب ہے۔ جس نے بھلائی کمائی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور مزید تیاری کی کوشش کرے کیونکہ بہترین زاد راہ تو تقویٰ ہی ہے۔ جس نے سستی کی وہ ازالہ کرنے کی کوشش کرے کیونکہ الحمد للہ عمر بھی ابھی باقی ہے اور اللہ رجوع کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

پیارے بھائیو! امت کے حالات پر ایک درد مندانہ نگاہ ڈالتے ہوئے اور ان پر غور کرتے ہوئے اللہ

رک جاتے ہیں۔ امت کے اس گروہ پر نظر ڈالنے کے لیے کہ جو اللہ کی مشیت سے ہماری نصرت اور ہمارے رزق کا سبب ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے یہ چیزیں صحیح احادیث کے ذریعے ہمیں ملتی ہیں۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ حدیث مبارکہ میں فرماتے ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے، ”ضعیفوں کی وجہ ہی سے تمہیں رزق اور نصرت ملتی ہے۔“ اے مسلمانو! کمزوری ہر مسلمان کا لازمی وصف ہے۔ انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے اور اسے پھر کمزوری اس کی طرف جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی طریقہ ہے کہ جس کے مطابق یہ دنیا قائم ہے، اس طریقے میں ہر بندے کو کمزوری کے ایک خاص مرحلے سے گزرنا ہوتا ہے۔ اس مرحلے میں اس کی طاقت کم ہو جاتی ہے اور وہ دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔

سمجھ دار آدمی کے لیے انسان کے حال پر اور اس کے نفوذ و پانے پر غور کرنا ہی کافی ہے۔ انسان انتہائی ضعیف اور محتاج پیدا کیا گیا ہے۔ اسے نگہبانی کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ پھر جب یہ انسان بڑا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قوت عطا فرماتا ہے تاکہ وہ اپنے محسنوں کو بدلہ دے سکے جنہوں نے اسے پالا اور بڑا کیا ہے۔ پھر وہ دوبارہ کمزوری کی طرف پلٹ جاتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

”اللہ ہی تو ہے جس نے ضعف کی حالت میں تمہاری پیدائش کی ابتدا کی، پھر اس ضعف کے بعد تمہیں قوت بخشی، پھر اس قوت کے بعد تمہیں ضعیف اور بوڑھا کر دیا وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے“ (الروم)

اللہ کے بندو! جو کمزوری اور انتہاء درجے کی لا چاری کو دیکھنا چاہتا ہو، وہ ان بچوں کا حال دیکھ لے جن کا والد دنیا چھوڑ رہا ہو۔ وہ انہیں کمزوری اور بے بسی کی حالت

تعالیٰ کے اس فرمان کو مد نظر رکھیے:

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔“ (الرعد)

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے جتنے ملک فتح کیے اور جتنی ریاستیں قائم کی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرتے ہوئے کی ہیں۔ مسلمانوں پر حملہ صرف ان کی غفلت اور سیدھی راہ سے ہٹ جانے کی وجہ سے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سستی برتنے کے نتیجے ہی میں ہوا ہے۔ پیارے بھائیو! مجلس کا موضوع تو بہت طویل ہے، تاہم جب ہمتیں بلند ہوں اور نیتیں خالص ہوں تو یہ بہت آسان ہو جاتا ہے۔

ہم تھوڑی دیر کے لیے امت کے حالات پر نظر ڈالنے کے لیے، اس کے مختلف گروہوں کے حالات پر غور کرنے کے لیے اور ان کے حقوق پر نگاہ ڈالنے کے لیے

تو اے لوگو! سنجیدگی کے ساتھ کام کرو اور آگے بڑھنے کی کوشش کرو کیونکہ جس چیز کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ چیز آ کر ہی رہے گی۔ جس دن صور پھونک دیا جائے گا۔ لوگ قبروں سے نکال لیے جائیں گے۔ دلوں کی پوشیدہ چیزیں کھول دی جائیں گی اور ہر چھپی چیز کھل کر سامنے آ جائے گی۔ فرمان الہی ہے:

”اُس روز صور پھونکا جائے گا اور وہ سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے اُن کے جنہیں اللہ زندہ رکھنا چاہے پھر ایک دوسرا صور پھونکا جائے گا اور یکا یک سب کے سب اٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔ زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی، سب کا اعمال نامہ لا کر رکھ دیا جائے گا، انبیاء اور تمام گواہ حاضر کر دیے جائیں گے، لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اُن پر کوئی ظلم نہ ہوگا اور ہر متنفس کو جو کچھ بھی اُس نے عمل کیا تھا اُس کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا لوگ جو کچھ بھی

سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کر لی ہے اور جس کا طریق کار افراط و تفریط پر مبنی ہے۔“ (الکہف) حدیث میں آتا ہے:

”کیا میں تمہیں جنت جانے والوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر وہ ضعیف جسے لوگ انتہائی بے بس سمجھتے ہیں۔ جو اگر اللہ کو کسی معاملے میں قسم دے دے تو اللہ اس کی قسم پوری کر دے۔“ (بخاری) دوسری روایت میں ہے:

”کیا میں تمہیں اللہ کے بہترین بندوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ کمزور لوگ جنہیں لوگ بہت بے بس سمجھتے ہیں۔ بچنے پرانے کپڑوں والے کہ جن کی کوئی پروا تک نہیں کرتا۔ جو اگر اللہ تعالیٰ کو قسم دے دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرمادے۔“ (مسلم)

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

”تم میں سے جو بھی امامت کرائے وہ ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ لوگوں میں ضعیف، بیمار اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔“ (مسلم)

اسی طرح فرمان نبوی ہے:

”اے اللہ! میں دو کمزوروں کا حق مارنے والے کو گناہگار سمجھتا ہوں! ایک یتیم کا اور دوسرے عورت کا۔“ یہ حدیث حسن ہے۔

اسی طرح فرمان نبوی ہے:

”بیوہ اور مسکین کے کام آنے والا جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے کی طرح کا ہے۔“ آپ نے فرمایا:

”میں ایسے شخص کو اس مسلسل نمازیں ادا کرنے والے کی طرح سمجھتا ہوں جو کبھی نہیں جھٹکتا یا اس روزہ دار کی طرح جو کبھی روزہ نہیں چھوڑتا۔“ (بخاری و مسلم)

مسنون دعاؤں میں سے ایک یہ بھی ہے:

”اے اللہ! میں قرض کے بوجھ میں دینے اور لوگوں کے غلبے میں آنے سے تیزی پناہ میں آتا ہوں۔“

ظاہر ہے کہ کسی شخص پر لوگوں کا غلبہ اس کی کمزوری کی حالت ہی میں ہوتا ہے۔

کسی لائق نہ ہوں۔“ (البقرہ) اسی طرح فرمایا:

”لوگوں کو اس بات کا خیال کر کے ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے بے بس اولاد چھوڑتے تو مرتے وقت انہیں اپنے بچوں کے حق میں کیسے کچھ اندیشے لاحق ہوتے چنانچہ چاہیے کہ وہ خدا کا خوف کریں اور سچی بات کریں۔“ (النساء) اسی طرح فرمایا:

”لیکن اگر قرض لینے والا خود نادان یا ضعیف ہو، املا نہ کر سکتا ہو۔“ (البقرہ) اسی طرح فرمایا:

”ضعیف اور بیمار لوگ اور وہ لوگ جو شرکت جہاد کے لیے راہ نہیں پاتے، اگر پیچھے رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں جبکہ وہ خلوص دل کے ساتھ اللہ اور اس

میں چھوڑ کر جا رہا ہوتا ہے۔ رخصت ہوتے وقت اس کے دل میں بچوں کے حوالے سے کئی خدشات ہوتے ہیں۔ وہ ان پر دنیا کی سختی سے، قریبی لوگوں کے ظلم و ستم اور امیدوں کے ٹوٹنے سے ڈر رہا ہوتا ہے۔ اس کی تمنا ہوتی ہے کہ انہیں ایک نگہبان مل جائے جو ان پر احسان کرتا رہے اور ان کے ساتھ نیکی کرتا رہے۔ فرمان الہی ہے:

”لوگوں کو اس بات کا خیال کر کے ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے بے بس اولاد چھوڑتے تو مرتے وقت انہیں اپنے بچوں کے حق میں کیسے کیسے اندیشے لاحق ہوتے چنانچہ چاہیے کہ وہ خدا کا خوف کریں اور حق سچ کی بات کریں۔“ (النساء)

بیمارے بھائیو! کمزور، ضعیف اور بے بس ہونے کی صفات کئی طرح کے حالات اور انسانوں کے کئی طبقات پر لاگو ہوتی ہیں۔ ضعیف، کمزور اور بے بس وہ حاجت مند

ہوتا ہے جو اپنا روزگار کمانے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ فقیر، مسکین، بیمار، بے گھر، راہ گیر، یتیم، بیوہ اور طلاق یافتہ، جن کے بارے میں بیت المال میں حصہ مقرر کیا گیا ہے، جن کے بارے میں قرآن

وحدیث میں وصیتیں کی گئی ہیں۔ مظلوم، سخت محنت کرنے والا مزدور، قیدی، پیسے کے عوض کام کرنے والے، معذور، طوفانوں اور مصیبتوں کے شکار، گھروں سے نکال دیے جانے والے، ملک بدر کیے جانے والے اور وہ لوگ کہ جو اپنا حق حاصل نہیں کر سکتے یا تو اپنی کمزوری کی وجہ سے یا ظالم کے منصب، طاقت، حکومت، سرپرستی وغیرہ کی وجہ سے، خواہ یہ لوگ چھوٹے ہوں یا بڑے، مرد ہوں یا عورتیں۔ سب لوگ کمزور ہی کہلاتے ہیں۔

وہ جن کا بدن یا عقلیں کمزور ہوتی ہیں، جن کے حالات بڑے مشکل اور سخت ہوتے ہیں۔ وہ کمزور اس لیے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس ظلم اور بڑے ظالموں کے مقابلے کی طاقت نہیں ہوتی۔ وہ عاجز ہوتے ہیں، کیونکہ ان کے پاس اپنے حقوق لینے کی قدرت نہیں ہوتی۔ وہ لوگ جن کے اندر ایسی بیماری پائی جاتی ہے کہ وہ بھلی طرح سوچ بچار نہیں کر سکتے یا معاملات کو احسن انداز میں نہیں دیکھ سکتے۔

فرمان الہی ہے:

”جبکہ وہ خود بوڑھا ہو اور اس قسم سن بچے ابھی

اللہ کے بندو! جو کمزوری اور استہدار بے کی لا چاری کو دیکھنا چاہتا ہو، وہ ان بچوں کا حال دیکھ لے جن کا والد دنیا چھوڑ رہا ہو۔ وہ انہیں کمزوری اور بے بسی کی حالت میں چھوڑ کر جا رہا ہوتا ہے۔

کے رسول کے وفادار ہوں۔“ (التوبہ) اسی طرح فرمایا:

”آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اُن بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پاکر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس سبتی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے۔“ (النساء)

اسی طرح فرمایا:

”آخر کار اُس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہو چکا، اب تو اُن سے انتقام لے۔“ (القدر) اسی طرح فرمایا:

”اور اپنے دل کو اُن لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح و شام اُسے پکارتے ہیں، اور اُن سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو کیا تم دنیا کی زینت پسند کرتے ہو؟ کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد

صحیح اور واضح حدیث میں ہے:

”اللہ اس قوم معاف نہ فرمائے جس کا طاقتور کمزور کو ستائے بغیر اور پریشان کیے بغیر حق ادا نہیں کرتا۔“

مراویہ ہے کہ بغیر ڈالنے یا لذت دینے حق ادا نہ کرے۔ اے مسلمانو! ان ساری وجوہات کی بنا پر بھی اور اس لیے بھی کہ امت کو عزت ملے، کھلا رزق ملے، اس کے اعمال میں برکت ہو اور وحدت حاصل ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے کمزوروں میں تلاش کرو! یاد رکھو! حقیقت میں تمہیں رزق اور نصرت ضعیفوں ہی کی وجہ سے ملتی ہے۔“ اہل علم بیان کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ”میری محبت، میرا قرب اور میری رضا مندی ضعیفوں کی نگہبانی کے ذریعے سے تلاش کرو۔ ان کی ضرورتیں پوری کریں اور ان کے حقوق کا خیال رکھیں، ان پر قول اور عمل کے ذریعے سے احسان کریں اور ان کے ٹوٹے دلوں کو

جوڑنے کی کوشش کریں، کیونکہ آپ کے رسول ﷺ کمزوروں کی مدد کرنے والے تھے، بے روزگار کو دینے والے تھے اور حق پر دوسروں کی مدد کرنے والے تھے۔“

آپ ﷺ ضعیف مسلمانوں کے پاس خود تشریف لے جایا کرتے تھے، بیماروں کی عیادت کیا کرتے تھے، ان کے جنازوں میں جایا کرتے تھے۔ وہ یتیموں کی بہار اور یتیموں کی عزت تھے۔ جنگوں میں آپ ﷺ پیچھے پیچھے رہتے تھے تاکہ ضعیفوں کی مدد کریں، انہیں اپنے ساتھ سوار کر لیا کرتے تھے، ان کے لیے دعا کرتے تھے اور مسکینوں اور یتیموں کے ساتھ چل کر ان کی حاجتیں پوری فرماتے تھے۔ دوسری بات آپ ﷺ کا فرمان ہے:

”آپ کو ضعیفوں ہی کی وجہ سے نصرت اور رزق ملتا ہے۔“

بخاری کی روایت میں ہے کہ:

”کیا مسکینوں کے علاوہ بھی کسی کی وجہ سے آپ کو نصرت اور رزق ملتا ہے؟“

امام بخاری نے اس حدیث کو جس باب میں درج کیا ہے اس کا نام رکھا ہے: ”وہ باب، جس نے نیکیوں اور کمزوروں کے ذریعے سے جنگوں میں مدد حاصل کی“ کیوں؟ نصرت ضعیفوں کے ذریعے سے کیوں مانگی

جاتی ہے اور رزق کمزوروں کے ذریعے سے کیوں مانگا جاتا ہے؟ کیونکہ رزق اور نصرت، دونوں اللہ کی طرف سے آتے ہیں۔ یہ محض ظاہری اسباب سے حاصل نہیں کیے جاسکتے، بلکہ روحانی اسباب کا بھی ان میں بہت بڑا کردار اور گہرا اثر ہے۔

وہ ضعیف لوگ کہ جن کے پاس کمانے کی طاقت ہے نہ برائی روکنے کی کوئی ہمت ہے، وہ نہ تو مال پر بھروسہ کرتے ہیں اور نہ کسی منصب پر اعتماد۔ وہ پورے یقین کے ساتھ جانتے ہیں اور پوری طرح یقین رکھتے ہیں کہ ان کا رزق، نصرت اور ان ضروریات کے اسباب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ انتہائی عاجز ہونے کا اعتراف کرتے ہیں۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی طرف انکسار کے ساتھ متوجہ ہو جاتے ہیں۔ وہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں، سچائی کے ساتھ اس پر اعتماد کرتے ہیں،

ضعیفوں اور مسکینوں میں چونکہ یہ وصف بہت زیادہ اور پختہ ہوتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور رزق ان پر نازل ہوتا ہے۔ ان کی برائیاں دور ہو جاتی ہیں، انہیں خیر، برکت اور نفع حاصل ہو جاتا ہے۔ بھلا اللہ کے سوا یہ نعمتیں کون دے سکتا ہے؟

بلکہ اللہ تعالیٰ ضعیفوں کی وجہ سے طاقت ور لوگوں کو بھی وہاں سے رزق دے دیتا ہے جہاں سے ان کا کمان اور خیال بھی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان ضعیفوں کا رزق معاشرے کے طاقت ور لوگوں کے ہاتھ میں رکھا ہے اور طاقت ور لوگوں کو توفیق عطا فرماتا ہے کہ وہ ان کا رزق ان تک پہنچاتے رہیں۔ یہ ساری چیزیں انسانوں کے تجربے اور مشاہدے سے ثابت ہو چکی ہیں۔ تو جنہیں اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے وہ کتنے سعادت مند ہیں اور جو اس سے محروم ہیں وہ کتنی بڑی محرومی کا شکار ہیں۔

بعد ازاں! ضعیفوں کے ذریعے آنے والی نصرت، کمزوروں کے ذریعے حاصل ہونے والا رزق ایسا عظیم سرمایہ ہے کہ جسے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ یہ ایسا وعدہ ہے جو کبھی خلاف نہیں ہوتا۔

ان کی نصرت کے ذریعے، ان کے حقوق کی حفاظت کے ذریعے، ان کے اعلیٰ ایمان کے ذریعے اور ان کے توکل کے ذریعے ہی بلائیں رفع ہوتی ہیں، رزق بڑھتا ہے، مال، اعمال، عمروں اور وقت میں برکت آتی ہے۔ عزت و قدرت والے اللہ کے حکم سے امت کو نصرت ملتی ہے اور امت کے برے دن دور ہو جاتے ہیں۔

جو ان کمزوروں کو راضی کرتا ہے اور انہیں راضی کرنے کی کوشش میں رہتا ہے، ان کی خدمت کرتا ہے، ان کی حاجتیں پوری کرتا ہے، ان کے کاموں میں لگا رہتا ہے، ان کی پریشانیاں، غم اور زیادتیاں دور کرتا ہے، اللہ اس کی مدد کرتا ہے، اس کی نصرت کرتا ہے، اس کی حفاظت کرتا ہے، اسے توفیق عطا فرماتا ہے، راہ راست کی رہنمائی فرماتا ہے، اس پر اپنی برکتیں نازل فرماتا ہے، اسے فضل مزید عطا فرماتا ہے۔ ضعیف لوگ امت پر بوجھ نہیں ہیں بلکہ یہ امت کا سرمایہ ہیں، امت کی عزت، قوت، نصرت اور سکون کا خزانہ ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

آپ ﷺ ضعیف مسلمانوں کے پاس خود تشریف لے جایا کرتے تھے، بیماروں کی عیادت کیا کرتے تھے، ان کے جنازوں میں جایا کرتے تھے۔ وہ یتیموں کی بہار اور یتیموں کی عزت تھے۔

وہ اللہ ہی سے اپنی تمام امیدیں وابستہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کی نصرت فرماتا ہے اور رزق کے وہ دروازے کھولتا ہے جو کوئی دوسرا نہیں کھول سکتا اور نہ ہی ان کو صحیح طرح سمجھ پاتا ہے۔ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاشرے کے طاقتور افراد کو بھی رزق، نصرت، نیکی، سکون اور برکت کے ایسے ایسے اسباب فراہم کر دیتا ہے جو کسی کے کمان میں بھی نہیں ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ زمین و آسمان کے تفکر اللہ تعالیٰ کے قہد قدرت میں ہیں۔ اسی کی بادشاہت ہے، اسی کا حکم ہے، اسی کی تدبیر ہے۔ سب اس کے ماتحت ہیں۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔

یاد رکھیے کہ لوگ ظاہر اسباب کے علاوہ کوئی چیز دیکھتے ہی نہیں، قوت، قولی اور عملی دلیری، کمائی کے ظاہری اسباب، رزق کے حصول کی قدرت کے سوا کچھ دیکھتے ہی نہیں تو یہ ان کی محدود سوچ کا نتیجہ ہے۔ وہ حقائق کو دیکھنے سے قاصر بھی ہیں۔ دراصل ان کے علاوہ کچھ روحانی اور اندرونی اسباب بھی ہوتے ہیں جن میں اللہ پر بھروسہ، اللہ پر مکمل یقین اور سچائی کے ساتھ اس سے دعا کرنا شامل ہیں۔

”جو لوگ اپنے رب کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اس کی خوشنودی کی طلب میں لگے ہوئے ہیں انہیں اپنے سے دور نہ بھیجے گا ان کے حساب میں سے کسی چیز کا بار تم پر نہیں ہے اور تمہارے حساب میں سے کسی چیز کا بار ان پر نہیں اس پر بھی اگر تم انہیں دور بھیجے گا تو عالموں میں شمار ہو گے۔“ (الانعام)

دوسرا خطبہ!

حمد و ثناء کے بعد:

دین اسلام نے کمزوری کی ہر حالت کو بہت اہمیت دی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس امت کے ضعیف، فقیر، مسکین، عاجز، مظلوم، زخمی، بیوہ، یتیم، پردیسی، مسافر اور ضعیف اپنی اہمیت اور امت کے طاقت ور لوگوں کی توجہ محسوس کریں، وہی امت حقیقت میں رحمت اور عزت والی امت ہے، وہی باہمی الفت و محبت والی اور انسانیت والی امت ہے۔ وہی امت اللہ کی طرف رزق حاصل کرے گی اور اللہ کی نصرت اور نگہبانی حاصل کرے گی۔ امت اسلامیہ میں خیر، برکت، نصرت، کھلا رزق اور دلوں کے ملنے کی صورت یہی ہے کہ امت ضعیفوں کا حق جانے اور ان کی رضا کی تلاشی رہے۔

اے مسلمانو! یہ بابرکت ملک سعودیہ عظیم حیثیت کا حامل ہے۔ مسلمانوں کے مسائل کے حل میں اور مظلوموں اور ضعیفوں کی نصرت میں نمایاں کردار کا مالک ہے۔ اس کی امدادی کارروائیاں، انٹرنیشنل اور علاقائی میٹنگز میں اس کے واضح موقف اور مسلمانوں کے حکمرانوں اور قوموں کو حق اور میانہ روی پر اکٹھا کرنے کی کوششیں واضح اور نمایاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس ملک کی عزت اور امن ہمیشہ قائم رکھے، اس کا سکون قائم و دائم رکھے۔ اسے ہمیشہ متحد رکھے۔ اللہ اسے کبھی رسوا نہیں کرے گا کیونکہ بھلائیوں ہی مصیبتوں سے بچاتی ہیں۔

اے مسلمانو! اس ملک کے دانش مندانہ اور حکیمانہ فیصلوں میں سے ایک بابرکت فیصلہ مالی معاملات کو منظم کرنے کا فیصلہ بھی ہے جس میں اقتصادی انجمنی کی طرف توجہ دی گئی ہے اور جو چھوٹے اور بڑے سبھی کو ایک نظام میں پرو دینے والا ہے۔

یہ فیصلہ نہ کجی کا نتیجہ ہے اور نہ، الحمد للہ، وسائل کی کمی کا۔ تاہم یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ لوگوں میں احساس ذمہ داری اجاگر کی جائے، شفافیت برقرار رکھی جائے، بگاڑ کو دور کیا جائے اور کارکردگی بہتر کی جائے۔ یہ سب کچھ حال کو دیکھتے ہوئے اور مستقبل کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے، تاکہ آمدنی کے ذرائع بڑھائے جاسکیں اور معاشرے کی تعمیر و ترقی میں مثبت کردار ادا کیا جاسکے۔

اس فیصلے میں اقتصادی، ادارتی امور، خرچ اور تعمیر و ترقی کے تقاضوں کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ یہ سب علاقائی اور بین الاقوامی تبدیلیوں کو اور مستقبل کی توقعات کو دیکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ یہ کئی مراحل پر مشتمل ایک باریک بینی والا اور قابل عمل منصوبہ کا حصہ ہے جس میں تمام ترجیحات کا خیال رکھا گیا ہے۔ وسائل، الحمد للہ، وافر ہیں، بیج منٹ بھی نمایاں ہے، وژن انتہائی بلند ہے اور ترتیب بہترین ہے۔

یقیناً! تاجر، طاقت ور لوگ، کاروباری افراد، اقتصادی ادارے اور تمام بینک اس فیصلے کو سمجھتے ہیں، اس کی تائید کرتے ہیں اور اس فیصلے کے حوالے سے اپنا فرض جانتے ہیں۔ وہ ملک کے لیے اپنی خدمات پیش کرتے ہیں، وہ ملک کے جو مقدس مقامات والا ملک ہے، اس ملک کے لیے وہ اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے نوجوانوں کے لیے نوکری کے مواقع پیدا کرتے ہیں تاکہ اس حکیمانہ فیصلے کے ساتھ ہم آہنگی نظر آ سکے۔

اے مسلمانو! ایک اور شاندار نظارہ ان شہریوں کا بھی ہے جو ان فیصلوں اور تعلیمات کو سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اسے سمجھ لیا ہے اور اس کے مطابق خود کو ڈھال لیا ہے۔

مردوں کی مردانگی جنگی کے وقت ہی کھتری ہے۔ ملک اور ملک کی قیادت نے انہیں بہت دیا ہے، عمارتوں سے پہلے انہوں نے انسانوں کو توجہ دی ہے۔ ہمارا ملک بہت دینے والا اور فراخ دل ملک ہے۔ الحمد للہ! اس میں فرقہ بازی کے بعد اتحاد آچکا ہے۔ جہالت کے بعد اس میں علم کا عروج ہوا ہے۔ بیماری کے بعد اس میں تندرستی آئی ہے۔ اس نے بین الاقوامی ممالک میں ایک نمایاں مقام بنایا ہے اور تمام تر احوال اور بدلتے حالات میں یہ سمجھداری، اتحاد اور اتفاق کا علم بردار بننا ہے۔ چنانچہ ہر تعلق میں حقوق بھی ادا کرنا پڑتے ہیں اور قربانی بھی دینا پڑتی ہے، تعلق بحال

رکھنا واجب بھی ہے اور یہ ذمہ داری بھی ہے۔ تعلق زبان حال سے کہہ رہا ہے: سہولیات پر تنقید کرنے سے پہلے یہ بھی دیکھو کہ تم نے ملک کو دیا کیا ہے!

مال کے ذریعے تائید حاصل نہیں ہو سکتی۔ منافقین ہوتے ہی وہ ہیں جنہیں اگر دیا جائے تو راضی ہو جائیں، نہ دیا جائے تو وہ بگڑنے لگتے ہیں۔ اس ملک کے عوام، الحمد للہ، عقیدے اور توحید پر پلے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ اس کا حق کیا ہے اور اس کے واجبات کیا ہیں، اس کا طریقہ و فاداری اور سچائی کا طریقہ ہے، محبت اور ہم آہنگی کا طریقہ ہے۔ یہ عوام عزت اور قوت والے عوام ہیں۔ بزدلی کے دور میں دلیری اور حکمت والے عوام ہیں۔ دھوکے کے دور میں سچے عوام ہیں۔ یہ خرچ میں میانہ روی برتنے والے اسراف اور فضول خرچی سے دور رہنے والے عوام ہیں۔ یہ نعمت دینے والے کے شکر گزار عوام ہیں۔ یہ نعمتوں کی حفاظت کرنے والے عوام ہیں۔ یہ اللہ کے بارے میں بھلا گمان رکھنے والے اور اسے عظیم جاننے والے عوام ہیں۔ یہ دشمنوں کی تدبیروں، چالوں اور جعلی ناموں سے گھات لگا کر بیٹھے مکاروں سے جو کچھ عوام ہیں۔

اللہ آپ کی نگہبانی فرمائے! اللہ سے ڈرو! اللہ کی نعمتیں پہچانو! اللہ آپ کی حفاظت فرمائے! اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو، وہ آپ کو مزید عطا فرمائے گا! چوکنے رہو! چوکنے رہو! ضعیف لوگوں کو، اور ضعیف سمجھے جانے والے حقداروں کو حقیر سمجھنے، ان کا مذاق اڑانے اور ان کی بے عزتی کرنے سے بچو۔ فرمان نبوی ہے: ”کسی شخص کی برائی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔“

تو بھلا اگر وہ بھائی مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ ضعیف بھی ہو تو کیا حکم ہوگا؟ حالانکہ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس کی تحقیر بھی نہیں کرتا اور اسے رسوا بھی نہیں کرتا۔“

اے اللہ! اے پروردگار عالم! تمام مسلمان حکمرانوں کو اپنی کتاب اور سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما! انہیں اپنے مؤمن بندوں کے لیے رحم کرنے والا بنا، انہیں حق، ہدایت اور سنت پر اکٹھا فرما!



شہادت سیدنا حسین

رضی اللہ عنہ

محرم ۱۰

مسلم نے سیدنا حسینؑ کو فوراً کوفہ پہنچنے کا خط لکھ دیا۔ اس نکتہ پر تمام تاریخی کتب متفق ہیں کہ سیدنا حسینؑ جب کوفہ جانے کی تیاری میں تھے تو ان کے عزیزوں اور قریبیوں نے انہیں روکنے کی پوری کوشش کی تھی اور خطرناک صورت حال سے بھی آگاہ فرما دیا تھا۔ ان روکنے والے اصحاب میں سیدنا عبداللہ بن عمرؓ، سیدنا ابوسعید خدریؓ، سیدنا ابوالدرداءؓ، سیدنا ابوقدلیسؓ، سیدنا جابر بن عبداللہؓ، سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اور حسینؑ کے بھائی محمد بن الحنفیہؓ شامل تھے۔ مگر جانے کا پختہ ارادہ کر لینے کے بعد سیدنا حسینؑ رکنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ کیونکہ سیدنا حسینؑ اہل کوفہ کی مسلسل کوفہ آنے کی دعوت کو ٹھکرانا نہیں چاہتے تھے۔

دوسری طرف عراق میں ایسی صورت حال پیدا ہو گئی کہ مسلم بن عقیلؓ کی خبر ابن زیادؓ کو کوفہ تک پہنچ گئی اور گورنر کوفہ سے ان کا ٹکراؤ ہو گیا اور معمولی سا خطرہ دیکھتے ہوئے سارے کوئی ساتھ چھوڑ گئے اور مسلم کے ساتھ

صرف 30 لوگ باقی رہ گئے۔ بھلا یہ 30 افراد کیا کرتے وہ بھی ابن زیاد کے گھیرے میں آ گئے۔ اس دوران مسلمؑ بن عقیلؓ شدید زخمی ہو گئے اور وفات سے پہلے کسی قریبی شخص سے سیدنا حسینؑ تک اپنی وصیت پہنچانے کا وعدہ لیا اور اس وصیت میں آپ کو تلقین کی کہ آپ عراق ہرگز ہرگز نہ آئیں اور جہاں تک پہنچے ہیں وہیں سے واپس لوٹ جائیں اور میں کوفہ کے لوگوں کی بے وفائی کی جھینٹ چڑھ چکا ہوں۔

یہ بھی سب مؤرخین کے ہاں اتفاق بات ہے کہ سیدنا حسینؑ کو کوفہ کی جانب بڑھتے ہوئے راستے میں ہی اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کا علم ہو گیا تھا۔ جو آپ کیلئے کوفہ کے حالات جاننے کی غرض سے بھیجے گئے تھے۔ اس افسوس ناک خبر کے بعد سیدنا حسینؑ کا اہل کوفہ سے اعتماد اٹھ گیا اور آپ واپسی کیلئے تیار ہو گئے تھے، لیکن مسلم بن عقیلؓ کے بھائیوں نے اپنے بھائی مسلمؑ کا بدلہ لئے بغیر واپس جانے سے انکار کر دیا۔ جس کے جواب میں سیدنا حسینؑ نے کہا کہ میں تمہارے بغیر زندہ رہ کر کیا کروں گا؟

[فہم أن يرجع، وکان معہ إخوة مسلم بن

دروازہ جب ٹوٹا تو پھر یہ سلسلہ رکا نہیں بلکہ بڑھتا ہی چلا گیا، یہاں تک کہ سیدنا عثمانؓ، سیدنا علیؓ، سیدنا حسینؑ کی شہادتیں، جنگ جمل، جنگ صفین، واقعہ الحرة، واقعہ کربلا جیسے دل سوز واقعات، خوارج، معتزلہ اور قرامطہ جیسے فرقوں کا ظہور ہوا۔ جس نے سیدنا عمر فاروقؓ کو فتنوں کے آگے ایک بند ثابت کر دیا۔ انہی حادثوں اور واقعات میں سے نواسہ رسولؐ سیدنا حسینؑ کی شہادت اور واقعہ کربلا کا رونما ہونا بہت سی ناگزیر وجوہات کی بنا پر بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہو گیا۔ اس واقعہ نے تاریخ اسلام پر بہت دور رس نتائج مرتب کیے۔

نواسہ رسولؐ سیدنا حسینؑ کی شہادت اور واقعہ کربلا کا رونما ہونا بہت سی ناگزیر وجوہات کی بنا پر بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہو گیا۔ اس واقعہ نے تاریخ اسلام پر بہت دور رس نتائج مرتب کیے۔

60 ہجری میں سیدنا امیر معاویہؓ کے وفات پا جانے کے بعد نامزد خلیفہ یزید نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اور گورنر مدینہ مروان بن حکم کو سیدنا حسینؑ اور سیدنا ابن زبیرؓ سے بیعت لینے کی تاکید کی۔ مگر دونوں اصحاب نے دانائی کے ساتھ انکار کیا اور مدینہ سے مکہ کی طرف چل نکلے تاکہ گورنر مدینہ مروان کے دباؤ سے بچ سکیں۔ قیام مکہ کے دوران سیدنا حسینؑ کو کوفیوں کی طرف سے پیغامات آنے شروع ہو گئے کہ خلافت اصل میں آپ کا حق ہے، آپ یہاں عراق یعنی کوفہ میں ہمارے پاس آجائیں۔ یہاں سب آپ کے حمایتی اور خیر خواہ ہیں، ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ جس پر سیدنا حسینؑ نے اپنے چچا زاد بھائی مسلمؑ بن عقیلؓ کو صحیح صورت حال جاننے کیلئے عراق بھیجا۔ مسلمؑ بن عقیلؓ کوفہ پہنچے ہی تھے کہ چند ہی دنوں میں 18 ہزار کوئی شہری مسلمؑ بن عقیلؓ کے ساتھ مل گئے۔ جس کا جذبہ جنوں دیکھ کر

ایک بار صحابہ کرامؓ سیدنا عمر فاروقؓ کے گرد جمع تھے کہ انہوں نے صحابہ سے دریافت کیا کہ نبی کریمؐ کے فرامین جن میں فتنوں کی نشاندہی کی گئی ہے جسے زیادہ یاد ہوں وہ بیان کرے تو سیدنا حذیفہ بن یمانؓ نے کہا میں ان کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہوں کیونکہ سیدنا حذیفہؓ نبی کریمؐ سے فتنوں کے بارے میں اکثر پوچھتے رہتے تھے تاکہ وہ ان فتنوں سے بچ جائیں۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ تم ایک دلیر آدمی ہو بتاؤ کہ آپؐ نے کیا کہا تو سیدنا حذیفہؓ کہنے لگے کہ آپؐ سے میں نے سنا کہ آپؐ نے فرمایا کہ انسان کو اہل وعیال اور مال

میں جو فتنے پیش آتے ہیں ان میں سے اکثر نماز روزہ صدقات اور اچھی باتوں کے کہنے اور بری باتوں سے دور رہنے سے مٹ جاتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ نے کہا میں اس فتنے کے بارے میں تم سے نہیں پوچھ رہا، میں تو

اس فتنے کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں جو سمندر کی طرح یا سمندر کی موجوں کی طرح لہریں مارتا ہوگا۔ سیدنا حذیفہؓ نے کہا امیر المؤمنین اس فتنے سے آپ کو نقصان نہ پہنچے گا۔ کیونکہ اس کے اور آپ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ تو سیدنا عمرؓ نے دریافت کیا کہ یہ دروازہ ٹوٹ جائے گا یا کھولا جائے گا تو سیدنا عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ دروازہ ٹوٹ جائے گا تو سیدنا عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ کبھی بند نہیں ہو سکے گا۔ سیدنا حذیفہؓ نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے، مسروق تابعیؓ نے سیدنا حذیفہؓ سے اس دروازے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ دروازہ خود سیدنا عمرؓ کا وجود تھا۔ قیامت تک دروازہ بند نہ ہونے کا مطلب تھا کہ دروازہ ٹوٹنے کے بعد فتنے پھیل جائیں گے اور قیامت تک ختم نہیں ہو گئے۔ (صحیح بخاری) سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت کی صورت میں یہ

کدائے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سے

جناب مولانا حبیب اللہ صاحب

ابوسفیان کے ڈیرے پر لے جاتے اور اگلے دن ابوسفیان اپنے ڈیرے پر کھانا پکواتے اور ابو الفضل کے ڈیرے پر لے جاتے۔ وہاں اکٹھے بیٹھ کر کھانا بھی کھاتے اور آپس میں تبادلہ خیال بھی ہوتا۔ مہمان نوازی عربوں کی گھٹی میں بڑی ہوئی تھی۔ یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ وہاں صرف دو چار افراد کھانا نہیں کھاتے تھے بلکہ بہت سے لوگ اکٹھے ہو جاتے تھے۔ ایک دن سیدنا عباس کے کھانا تیار کروانے کی باری تھی وہ کھانا اپنی مگرانی میں تیار کروا رہے تھے کہ ابو سفیان ان کے ڈیرے پر آٹکے۔ کہنے لگے: ابو الفضل! کیا آج آپ کھانا لے کر میرے ڈیرے پر ذرا جلدی آسکتے ہیں؟ کھانا بھی کھائیں گے اور کچھ ضروری گفتگو بھی ہو جائے گی۔ ابو الفضل کہنے لگے: ابوسفیان! فکر نہ کرو میں آجاؤں گا۔ شام ہوئی تو ابو الفضل بڑے اہتمام سے کھانا لے کر ابوسفیان کے ڈیرے پر جا پہنچے۔ دسترخوان سج گیا۔ کتنے ہی لوگ کھانا کھا کر واپس چلے گئے۔ ابو الفضل اور ابوسفیان نے بھی کھانا کھا لیا، مگر ابھی تک وہ دونوں اپنی جگہوں پر ہی بیٹھے تھے کہ ابوسفیان گویا ہوئے: ابو الفضل! کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا بھتیجا اللہ کا رسول اور نبی ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے؟

ابو الفضل نے قدرے تعجب سے پوچھا: میرا کون سا بھتیجا؟ ابوسفیان نے کہا: آپ مجھ سے چھما رہے ہیں آپ کے ایک بھتیجے کے سوا بھلا یہ بات کون کہہ سکتا ہے؟ ابو الفضل کہنے لگے: میرا کون سا بھتیجا؟ ذرا بتائیں تو سہی! ان کا نام کیا ہے؟ ابوسفیان کہنے لگا: آپ کا بھتیجا محمد جو آپ کے بھائی عبداللہ کا بیٹا ہے۔ ابو الفضل کہتے ہیں: میں نے ابوسفیان کو تسلی دیتے ہوئے کہا: فکر نہ کرو! ایسی کوئی بات نہیں۔

ابوسفیان کہنے لگے: نہیں نہیں! جو بات میں کہہ رہا ہوں بالکل سچ اور درست ہے کہ آپ کے بھتیجے محمد نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

اسی دوران ابوسفیان نے اپنے بیٹے حنظلہ کا ایک خط نکال کر سیدنا عباس کو دکھایا اور کہا: دیکھو! میرے بیٹے حنظلہ نے مجھے لکھا ہے کہ ”صبح محمد ﷺ نے بلقاء مکہ میں کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے اعلان کیا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔“

کے پاس عموماً چمڑے سے بنی اشیا، اسلحہ اور خوشبو یا تو وغیرہ ہوتی تھیں۔ واپسی پر وہ گندم، کھیرا اور زیتون وغیرہ لے کر آتے۔ ان قافلوں کی شہرت دور دور تک تھی۔ تمام عرب قریش کے ان قافلوں کی عزت کرتے ان کو نہایت باعزت طریقے سے اپنے علاقوں سے گزرنے دیا جاتا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب جن کی کنیت ابو الفضل تھی، مکہ مکرمہ کے نمایاں اور امیر لوگوں میں سے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں ان کی ابوسفیان کے ساتھ بڑی دوستی تھی۔ ان کی کنیت ابو حنظلہ تھی۔ دونوں کاروباری شخصیات تھے۔ اوپر جا کر دونوں رشتہ داری میں بھی مل جاتے تھے۔ دونوں قریشی تھے، تاہم ابو الفضل کا تعلق بنو ہاشم سے اور ابوسفیان کا بنو مہمیر سے تھا۔ یہ قافلے

مکہ مکرمہ میں اس مرتبہ میرا قیام سوئیس ہوٹل میں تھا۔ میں ہوٹل کی آٹھویں منزل پر کھڑا نیچے جھانک رہا تھا۔ میں نے سامنے دیکھا تو مجھے کدائ کی طرف جاتی ہوئی سڑک نظر آئی۔ درجنوں گاڑیاں اس سڑک سے گزر کر ادھر سے ادھر جا رہی تھیں۔ یہ صدیوں پرانی سڑک ہے جس کا اختتام کدائ پہاڑ پر ہوتا ہے۔ پرانے دور میں بھی اسے کدائ کا علاقہ کہا جاتا تھا۔ آج عامی زبان میں اسے کدی کہا جاتا ہے۔ ٹیکسی کے ڈرائیور سے پوچھیں تو عموماً وہ موقف کدی کی بات کرتے ہیں کیونکہ یہاں پر گاڑیاں پارک کرنے کی بہت بڑی جگہ ہے۔

قارئین کرام! اس کدائ یا کدی کا میرے آقا کی سیرت مطہرہ کے ایک خوبصورت واقعہ سے گہرا تعلق ہے۔

یہی وہ کدائ کی طرف جاتا ہوا راستہ ہے جس کی طرف اشارہ کر کے ابوسفیان نے یمن میں بیٹھ کر ایک کلمہ کہا تھا کہ میں اس وقت تک محمد ﷺ پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک میں ان کی فوج کے گھوڑوں کو جبل کدائ کے اوپر سے آتے ہوئے نہ دیکھ لوں۔

یہی وہ کدائ کی طرف جاتا ہوا راستہ ہے جس کی طرف اشارہ کر کے ابوسفیان نے یمن میں بیٹھ کر ایک کلمہ کہا تھا کہ میں اس وقت تک محمد ﷺ پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک میں ان کی فوج کے گھوڑوں کو جبل کدائ کے اوپر سے آتے ہوئے نہ دیکھ لوں۔

جب یمن یا شام کی طرف سفر کرتے تو ان کو واپس آنے اور وہاں تجارت کا مال فروخت کرنے میں بعض اوقات مہینے لگ جاتے۔ اس دوران مکہ مکرمہ میں اگر کوئی اہم واقعہ پیش آتا تو آنے والے قافلے اس کی اطلاع پہنچا دیتے۔ یوں ہر بڑے واقعہ کی اطلاع قافلے میں شریک قریشیوں کو ملتی رہتی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ابھی تک نبوت کا اعلان نہیں کیا تھا کہ ابوسفیان اور عباس بن عبدالمطلب ایک تجارتی قافلے کے ساتھ یمن روانہ ہوئے۔ دونوں میں چونکہ دوستی تھی اس لیے ان کی کوشش ہوتی تھی کہ کدائ کا کھانا اکٹھے ہی کھائیں۔ دونوں ہی چودھری اور مالدار تھے۔ کھانے کے لیے ایک دوسرے کے احسان مند ہونے کی بجائے یہ طریق کار طے کیا گیا کہ ایک دن ابو الفضل اپنی مگرانی میں کھانا تیار کرواتے اور

قارئین کرام! قریش صدیوں سے تجارت کرتے چلے آ رہے تھے۔ ان کے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی بدولت دنیا بھر کی اجناس مکہ مکرمہ میں آتی تھیں۔ مکہ میں جہاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا تعمیر کیا ہوا بیت اللہ شریف تھا، لوگ جس کی زیارت کے لیے جوق در جوق چلے آتے تھے وہیں یہ تجارت کا عالمی مرکز بھی تھا۔ عرب جب حج اور عمرہ کے لیے آتے تو اپنا سامان تجارت بھی ہمراہ لاتے۔ یوں اس پورے علاقے کی سوغاتیں اس شہر میں میسر ہوتیں۔ قریش خود بھی گرمیوں اور سردیوں کے موسم میں سامان تجارت لے کر یمن اور شام کا سفر کرتے۔ ان

قارئین کرام! بعض شخصیات بڑی مرغوب اور پسندیدہ ہوتی ہیں۔ ہمیں بعض خاندان اور قبائل بڑے اچھے لگتے ہیں۔ راقم الحروف کے لیے یہ بات باعث فخر و شرف ہے کہ میں خاندان نبوت سے شدید محبت کرتا ہوں۔ مجھے سیدنا عباس بڑے اچھے لگتے ہیں۔ خصوصاً جب سے میں نے پڑھا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا: یہ میرے چچا عباس میرے باپ کی طرح ہیں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بڑے ہی اعلیٰ اخلاق اور حوصلے والی شخصیت تھے۔ وہ اپنی قوم قریش سے شدید محبت کرنے والے تھے۔ فتح مکہ کے وقت جس طرح انہوں نے قریش کا دفاع کیا اور جس خوبصورت حکمت عملی سے ابوسفیان کو اسلام لانے پر آمادہ کیا وہ نہایت قابل تحسین ہے۔ یہ انہی کی عظیم شخصیت کا کمال تھا کہ مکہ بغیر قتال و خونریزی کے فتح ہو گیا۔

ابو الفضل بڑے اطمینان سے ابوسفیان کی گفتگو سنتے ہیں اور بڑی متانت سے ابوسفیان کی کنیت سے پکارتے ہوئے کہتے ہیں: ابو حظلہ! ممکن ہے وہ سچ کہہ رہے ہوں۔ ابوسفیان نے جلدی سے ابو الفضل کی بات کو کاٹتے ہوئے کہا: ابو الفضل! خوبصورت حکمت عملی۔

چپ رہیے براہ کرم آپ ایسی بات نہ کہیں۔ مجھے تو ڈر ہے کہیں آپ بھی سوچے سمجھے بغیر اس دعویٰ کی تصدیق نہ کریں۔

ابوسفیان ابو الفضل کو متوجہ کرتے ہوئے کہنے لگا: بنو عبدالمطلب! اللہ کی قسم! قریش کا دعویٰ ہے کہ آپ بنو عبدالمطلب لوگوں کے لیے باعث محبت و محبت بھی ہو اور باعث سعادت بھی ہو۔ ابو الفضل! یہ تو بتاؤ تم نے یہ بات اس سے پہلے نہیں سنی کہ محمد نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ ابو الفضل کہنے لگے: ہاں ابو حظلہ! یہ بات میں نے بھی سنی ہے۔ ابوسفیان نے کہا: اللہ کی قسم! پھر یہ تم لوگوں کی طرف سے محبت ہی تو ہے۔

ابو الفضل نے بڑی متانت سے جواب دیا: ابو حظلہ! ممکن ہے ان کا دعویٰ لوگوں کے لیے محبت کی بجائے سعادت کا باعث ہو۔

قارئین کرام! اس واقعہ کو چند ہی دن گزرے تھے کہ قریش کے ایک فرزند محمد بن حذافہ بھی اس خبر کی

تصدیق کے لیے یمن پہنچ جاتے ہیں۔ انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ واقعی محمد ﷺ نے مکہ مکرمہ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ خود بھی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ بس پھر کیا تھا..... ہر مجلس میں ہر ڈیرے پر لوگوں میں اسی خبر کا چرچا تھا۔ ہر جگہ نئے دین کی باتیں ہو رہی تھیں۔ ہر اہم مقام اور موقع پر اس نئے دین کا ذکر ہونے لگا۔ یمن میں یہودی بھی آباد تھے۔ ابوسفیان عرب کا مانا ہوا ذہین و فطین شخص تھا۔ وہ ہر مجلس میں ہر مجلس میں اٹھتا بیٹھتا تھا۔ ایک دن ابوسفیان یمن کے ایک یہودی عالم کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک اس یہودی عالم نے ابوسفیان سے پوچھا: ابو حظلہ! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ایک شخص نے مکہ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس کا ایک چچا آج کل یہاں آیا ہوا ہے۔ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

ابوسفیان نے جواب دیا: جی ہاں! میں ہی اس مدعی نبوت کا چچا ہوں۔ یہودی عالم کہنے لگا: کیا تم اس کے والد کے بھائی ہو؟ ابوسفیان نے اثبات میں جواب

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بڑے ہی اعلیٰ اخلاق اور حوصلے والی شخصیت تھے۔ وہ اپنی قوم قریش سے شدید محبت کرنے والے تھے۔ فتح مکہ کے وقت جس طرح انہوں نے قریش کا دفاع کیا اور جس خوبصورت حکمت عملی سے ابوسفیان کو اسلام لانے پر آمادہ کیا وہ نہایت قابل تحسین ہے۔

دیا۔ چونکہ قریش ایک ہی قبیلہ اور کنبہ تھے اس لیے ابو سفیان نے کہہ دیا کہ میں ان کے والد کا بھائی ہوں۔ یہودی عالم گویا ہوا: اگر تم ان کے چچا ہو تو پھر مجھے ان کے حالات سے آگاہ کرو۔

ابوسفیان کو ایسے سوال کی توقع نہیں تھی مگر وہ بلا کا سمجھ دار تھا اس لیے کہنے لگا: یہ سوال مجھ سے نہ کرو۔ دراصل میں یہ بالکل پسند نہیں کرتا کہ میرا بھتیجا اس قسم کا دعویٰ کر بیٹھے۔ میں اس میں کوئی عیب بھی نکالنا نہیں چاہتا ہاں اتنا ضرور ہے کہ مکہ میں اس سے بہتر کئی لوگ موجود ہیں۔ یہودی عالم نے محسوس کیا کہ ابوسفیان ان کے حالات کو مبہم رکھنا چاہتا ہے اور ان میں کوئی عیب بھی نہیں نکالنا چاہتا۔

عباس بن عبدالمطلب کہتے ہیں: اگلے دن اس یہودی عالم نے مجھے بلوایا تو میں بھی اس مجلس میں جا کر بیٹھ گیا۔ ابوسفیان بھی وہاں بیٹھے تھے۔ میں نے یہودی

عالم کو مخاطب کیا اور کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے میرے چچا زاد ابوسفیان سے ہمارے درمیان مدعی نبوت کے چچا کے بارے میں پوچھا تو ابوسفیان نے کہا: میں ان کا چچا ہوں جبکہ وہ ان کے چچا نہیں بلکہ چچا زاد بھائی ہیں۔ ہاں البتہ میں ان کا چچا اور ان کے والد کا بھائی ہوں۔

یہودی عالم نے بڑے تعجب سے ابو الفضل کی طرف دیکھا اور پوچھا: کیا واقعی آپ اس مدعی نبوت کے سگے چچا ہیں؟

ابو الفضل نے جواب دیا: ہاں! میں ان کے والد کا سگ بھائی ہوں۔

اب یہودی عالم نے تصدیق کے لیے ابوسفیان کی طرف دیکھا اور کہا: کیا واقعی یہ سچ کہہ رہے ہیں؟

ابوسفیان نے کہا: جی ہاں! یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ابو الفضل کہتے ہیں: میں نے اس یہودی عالم سے کہا: آپ مجھ سے میرے بھتیجے کے بارے میں پوچھ سکتے ہیں اور ہاں! اگر میں ان کے بارے میں جھوٹ بولوں تو یہ ابوسفیان میری گرفت کریں گے۔

یہودی عالم نے سیدنا عباس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کے بھتیجے میں ایسی کوئی بات ہے کہ وہ بچوں کی حرکتیں کرتا ہے یا نادانی کا مظاہرہ کرتا ہے؟ میں نے جواب دیا:

[لَا وَاللَّهِ عَبْدُ الْمُطَلِّبِ! وَلَا كَذِبَ وَلَا خَانَ] ”میں نہیں! عبدالمطلب کے معبود کی قسم! ان میں ایسی کوئی بات نہیں بلکہ انہوں نے تو کبھی جھوٹ تک نہیں بولا نہ ہی انہوں نے کبھی خیانت کی ہے۔“

[وَكَانَ اسْمُهُ عِنْدَ قُرَيْشٍ الْأَمِينِ] ”اور قریش انہیں امین کے نام سے پکارتے ہیں۔“

یہودی عالم نے اگلا سوال کیا: کیا کبھی انہوں نے اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کھسی ہے؟

سیدنا عباس کہتے ہیں: میرے دل میں خیال آیا کہ لکھنا پڑھنا تو خوبی کی بات ہوتی ہے کیوں نہ میں اس کا جواب ہاں میں دوں مگر میں فوراً ہی سنبھل گیا کہ میرے ساتھ ابوسفیان بیٹھے ہیں۔ اگر میں غلط بیانی کروں گا تو یہ فوراً مجھ پر گرفت کریں گے، چنانچہ میں نے جواب میں کہا: نہیں! ان کو لکھنا نہیں آتا۔

قارئین کرام! بعض شخصیات بڑی مرغوب اور پسندیدہ ہوتی ہیں۔ ہمیں بعض خاندان اور قبائل بڑے اچھے لگتے ہیں۔ راقم الحروف کے لیے یہ بات باعث فخر و شرف ہے کہ میں خاندان نبوت سے شدید محبت کرتا ہوں۔ مجھے سیدنا عباسؓ بڑے اچھے لگتے ہیں۔ خصوصاً جب سے میں نے پڑھا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا: یہ میرے چچا عباسؓ میرے باپ کی طرح ہیں۔ سیدنا عباسؓ بڑے ہی اعلیٰ اخلاق اور حوصلے والی شخصیت تھے۔ وہ اپنی قوم قریش سے شدید محبت کرنے والے تھے۔ فتح مکہ کے وقت جس طرح انہوں نے قریش کا دفاع کیا اور جس خوبصورت حکمت عملی سے ابوسفیان کو اسلام لانے پر آمادہ کیا وہ نہایت قابل تحسین ہے۔ یہ انہی کی عظیم شخصیت کا کمال تھا کہ مکہ بغیر قتال و خونریزی کے فتح ہو گیا۔

ابو الفضل بڑے اطمینان سے ابوسفیان کی گفتگو سنتے ہیں اور بڑی متانت سے ابوسفیان کی کنیت سے

پکارتے ہوئے کہتے ہیں: ابو حظلہ! سیدنا عباسؓ بڑے ہی اعلیٰ اخلاق اور حوصلے والی شخصیت تھے۔ وہ اپنی قوم قریش سے شدید

محبت کرنے والے تھے۔ فتح مکہ کے وقت جس طرح انہوں نے قریش کا دفاع کیا اور جس خوبصورت حکمت عملی سے ابوسفیان کو اسلام لانے پر آمادہ کیا وہ نہایت قابل تحسین ہے۔

چپ رہے براہ کرم آپ ایسی بات نہ کہیں۔ مجھے تو ڈر ہے کہیں آپ بھی سوچے سمجھے بغیر اس دعویٰ کی تصدیق نہ کر بیٹھیں۔

ابوسفیان ابو الفضل کو متوجہ کرتے ہوئے کہنے لگا: بنو عبد المطلب! اللہ کی قسم! قریش کا دعویٰ ہے کہ آپ بنو عبد المطلب لوگوں کے لیے باعث سعادت بھی ہو۔ ابو الفضل! یہ تو بتاؤ تم نے یہ بات اس سے پہلے نہیں سنی کہ محمدؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ ابو الفضل کہنے لگے: ہاں ابو حظلہ! یہ بات میں نے بھی سنی ہے۔ ابوسفیان نے کہا: اللہ کی قسم! پھر یہ تم لوگوں کی طرف سے نخوت ہی تو ہے۔

ابو الفضل نے بڑی متانت سے جواب دیا: ابو حظلہ! ممکن ہے ان کا دعویٰ لوگوں کے لیے نخوت کی بجائے سعادت کا باعث ہو۔

قارئین کرام! اس واقعہ کو چند ہی دن گزرے تھے کہ قریش کے ایک فرزند عبد اللہ بن حذافہ سہمی اس خبر کی

تصدیق لیے یمن پہنچ جاتے ہیں۔ انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ واقعی محمد ﷺ نے مکہ مکرمہ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ خود بھی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ بس پھر کیا تھا۔ ہر مجلس میں ہر ڈیرے پر لوگوں میں اسی خبر کا چرچا تھا۔ ہر جگہ نئے دین کی باتیں ہو رہی تھیں۔ ہر اہم مقام اور موقع پر اس نئے دین کا ذکر ہونے لگا۔ یمن میں یہودی بھی آباد تھے۔ ابوسفیان عرب کا مانا ہوا ذہین و فطین شخص تھا۔ وہ ہر محفل میں ہر مجلس میں اٹھتا بیٹھتا تھا۔ ایک دن ابوسفیان یمن کے ایک یہودی عالم کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک اس یہودی عالم نے ابوسفیان سے پوچھا: ابو حظلہ! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ایک شخص نے مکہ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس کا ایک چچا آج کل یہاں آیا ہوا ہے۔ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

ابوسفیان نے جواب دیا: جی ہاں! میں ہی اس مدعی نبوت کا چچا ہوں۔ یہودی عالم کہنے لگا: کیا تم اس کے والد کے بھائی ہو؟ ابوسفیان نے اثبات میں جواب

عالم کو مخاطب کیا اور کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے میرے چچا زاد ابوسفیان سے ہمارے درمیان مدعی نبوت کے چچا کے بارے میں پوچھا تو ابوسفیان نے کہا: میں ان کا چچا ہوں جبکہ وہ ان کے چچا نہیں بلکہ چچا زاد بھائی ہیں۔ ہاں البتہ میں ان کا چچا اور ان کے والد کا سگا بھائی ہوں۔

یہودی عالم نے بڑے تعجب سے ابو الفضل کی طرف دیکھا اور پوچھا: کیا واقعی آپ اس مدعی نبوت کے سگے چچا ہیں؟

ابو الفضل نے جواب دیا: ہاں! میں ان کے والد کا سگا بھائی ہوں۔

اب یہودی عالم نے تصدیق کے لیے ابوسفیان کی طرف دیکھا اور کہا: کیا واقعی یہ سچ کہہ رہے ہیں؟

ابوسفیان نے کہا: جی ہاں! یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ابو الفضل کہتے ہیں: میں نے اس یہودی عالم سے

کہا: آپ مجھ سے میرے بھتیجے کے بارے میں پوچھ سکتے ہیں اور ہاں! اگر میں ان کے بارے میں جھوٹ بولوں تو

یہ ابوسفیان میری گرفت کریں گے۔ یہودی عالم نے سیدنا عباسؓ کی طرف دیکھا اور کہنے لگا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر

پوچھتا ہوں کیا آپ کے بھتیجے میں ایسی کوئی بات ہے کہ وہ بچوں کی حرکتیں کرتا ہے یا

نادانی کا مظاہرہ کرتا ہے؟ میں نے جواب دیا:

[لَا وَاللّٰهِ عَبْدُ الْمَطْلَبِ! وَلَا كَذَبَ وَلَا خَانَ]

”نہیں نہیں! عبد المطلب کے معبود کی قسم! ان میں ایسی کوئی بات نہیں بلکہ انہوں نے تو کبھی جھوٹ تک

نہیں بولا نہ ہی انہوں نے کبھی خیانت کی ہے۔“

[وَلَوْ كَانَ اِسْمُهُ عِنْدَ قُرَيْشٍ الْاَمِينِ]

”اور قریش انہیں امین کے نام سے پکارتے ہیں۔“

یہودی عالم نے اگلا سوال کیا: کیا کبھی انہوں نے اپنے ہاتھ سے کوئی چیز لکھی ہے؟

سیدنا عباسؓ کہتے ہیں: میرے دل میں خیال آیا کہ لکھنا پڑھنا تو خوبی کی بات ہوتی ہے کیوں نہ میں اس کا جواب ہاں میں دوں مگر میں فوراً ہی سنبھل گیا کہ میرے

ساتھ ابوسفیان بیٹھے ہیں۔ اگر میں غلط بیانی کروں گا تو یہ فوراً مجھ پر گرفت کریں گے! چنانچہ میں نے جواب میں کہا: نہیں! ان کو لکھنا نہیں آتا۔

دیا۔ چونکہ قریش ایک ہی قبیلہ اور کنبہ تھے اس لیے ابوسفیان نے کہہ دیا کہ میں ان کے والد کا بھائی ہوں۔ یہودی عالم گویا ہوا: اگر تم ان کے چچا ہو تو پھر مجھے ان کے حالات سے آگاہ کرو۔

ابوسفیان کو ایسے سوال کی توقع نہیں تھی مگر وہ بلا کا سمجھ دار تھا اس لیے کہنے لگا: یہ سوال مجھ سے نہ کرو۔ دراصل میں یہ بالکل پسند نہیں کرتا کہ میرا بھتیجا اس قسم کا دعویٰ کر بیٹھے۔ میں اس میں کوئی عیب بھی نکالنا نہیں چاہتا: ہاں اتنا ضرور ہے کہ مکہ میں اس سے بہتر کئی لوگ موجود ہیں۔ یہودی عالم نے محسوس کیا کہ ابوسفیان ان کے حالات کو مبہم رکھنا چاہتا ہے اور ان میں کوئی عیب بھی نہیں نکالنا چاہتا۔

عباس بن عبد المطلب کہتے ہیں: اگلے دن اس یہودی عالم نے مجھے بلوایا تو میں بھی اس مجلس میں جا کر بیٹھ گیا۔ ابوسفیان بھی وہاں بیٹھے تھے۔ میں نے یہودی

ذات انواط مقرر کر دیجیے تاکہ ہم بھی اس کے ساتھ اپنے
اسلحہ جات لٹکایا کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اکبر،
اللہ کی قسم! تم نے تو وہی بات کی ہے، جو نبی اسرائیل نے
موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ

[اجعل لنا إلهًا كما لهم آلهة]

”ہمارے لیے بھی اس طرح کا الہ بنا دو، جس

طرح مشرکوں کے الہ (بت) ہیں۔“ (مسند الامام احمد:

۲۱۸/۵، سنن ترمذی: ۲۱۸۰۰، مجمع ابن حبان: ۶۷۰۲، سنن ابی یوسف: ۱۰۶۵۰)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“ کہا
ہے۔ امام زہری رحمہ اللہ نے صحیح ابن حبان وغیرہ میں سماع کی
تصریح کی ہے۔

اندازہ کیجیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان صحابہ کے
مطالبے کو صرف رد ہی نہیں کیا، بلکہ مشرکین کے عمل سے
تشبیہ دی تاکہ پتا چل جائے کہ ایسے امور شرک میں داخل
ہیں۔ قرآن و سنت کے یہ احکامات ان لوگوں کے لیے
ہیں جو مختلف قسم کی خرافات اور ادہام میں مبتلا ہیں۔

مشرکین کے لیے خوشخبری:

ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے خوشخبری دی ہے جو ان
اسود سے بچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور کامل یقین رکھتے ہیں۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے ستر ہزار افراد
جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔“ صحابہ کرام نے
عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سے لوگ ہیں جو جنت
میں بغیر حساب کے چلے جائیں گے؟ اس پر آپ ﷺ نے
فرمایا: ”یہ وہ لوگ ہیں جو دم نہیں کرواتے، داغ نہیں
لگواتے، نخوت نہیں پکڑتے اور اپنے رب پر کامل یقین
اور توکل رکھتے ہیں۔“ (صحیح البخاری: ۵۷۰۵، مسلم: ۲۱۸)

غور کیجیے کہ دم کروانا اور داغ لگوانا اگرچہ شرعاً جائز
ہے، مگر پھر بھی آپ ﷺ نے ایسے لوگوں کو اس فضیلت
میں شامل نہیں کیا تو اندازہ کریں کہ ان لوگوں کا کیا حال
ہوگا، جو طرح طرح کی خرافات میں مبتلا ہیں؟

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں راسخ العقیدہ مسلمان
بنائے اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے۔ آمین!

ذلت و کبت کا اتنا ہی وہ ہوتا ہے فکار
جس کا جتنا لگاؤ فتنہ ادہام سے



پھر ایک دن آیا جب اللہ کے رسول ﷺ مدینہ طیبہ
سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ فتح مکہ کے لیے
تشریف لے جا رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی غبارچاہدین کے لشکر جبار کے
جلوس میں تھے۔ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی قیادت میں گھڑ
سواروں کے چاق و چوبند دستے کدواء کی طرف سے بھی مکہ
مکرمہ میں داخل ہوئے۔ سیدنا عباس ان گھوڑوں کی ٹاپیں
سن رہے تھے جو کدواء کی طرف سے آرہی تھیں۔ ابوسفیان
نے اسی روز صبح سیدنا عباس کی بہترین حکمت عملی اور
خصوصی دلچسپی کے نتیجے میں اسلام قبول کیا تھا۔ وہ بھی کدواء
کی طرف سے آتے ہوئے گھوڑوں کی ٹاپیں سن رہے
تھے۔ ابوالفضل نے ابوسفیان کی طرف دیکھا کہنے لگے:
ابوظہلہ! کیا آپ کو وہ یمن والی بات یاد ہے۔ وہ کلمہ جو آپ
کی زبان سے نکلا تھا جو آپ نے مجھ سے کہا تھا۔ ابوسفیان
نے کہا: ہاں ابوالفضل! [إِی وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَذٰکِرُہَا] ”ہاں
اللہ کی قسم! مجھے وہ بات یاد ہے۔“ [فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ
ہَدٰنِیْ لِاِسْلَامٍ] ”اس کا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے
اسلام کی طرف ہدایت نصیب فرمائی۔“

قارئین کرام! راقم الحروف سویس ہوٹل کی لابی میں
کھڑا ان گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازوں کو سننے کی کوشش کر رہا
تھا جو میرے بچے اور پیارے نبی کے دین کو لے کر کدواء
پہاڑ کی جانب سے نمودار ہوئے تھے۔ ہاں یہی وہ سڑک
ہے جو کدواء کی جانب سے آتی ہے۔ میرے نبی کی نبوت
کے سچائی اور حق پر ہونے کی ایک اور دلیل..... لاکھوں نہیں
کر دوں درود و سلام ہوں اس نبی رحمت پر جو اس کائنات
کے باسیوں کے لیے سراپا رحمت بن کر تشریف لائے۔

بقیہ: توہم پرستی

درخت یا جانور وغیرہ کو بابرکت سمجھ کر اس کے
ساتھ دھاگے باندھنا، بچوں کو اس پر بٹھانا یا اپنی کوئی چیز
اس کے ساتھ لٹکانا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ
رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں حنین کی طرف گئے۔ ہم
نئے نئے مسلمان تھے۔ مشرکین نے ایک درخت مقرر کر
رکھا تھا، جس کے پاس سجدے کرتے اور تبرک کے لیے
اسلحہ اس کے ساتھ لٹکاتے تھے۔ اس درخت کا نام ذات
انواط تھا۔ ہم اس کے پاس سے گزرے تو ہم نے بھی
رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ہمارے لیے بھی ایک

یہ سننے کی دیر تھی کہ وہ وہ یہودی اپنی جگہ سے اٹھ
کھڑا ہوا۔ اپنی چادر چھوڑ کر بلند آواز سے یہ کہتے ہوئے
چلا گیا: [ذُبِحَتْ یَہُوْدٌ وَفُتِلَتْ یَہُوْدًا] ”یہود ذبح
کر دیے گئے، یہود تباہ و برباد کر دیے گئے۔“

سیدنا عباس کہتے ہیں: ہم جب وہاں سے اٹھ کر
واپس اپنے ڈیرے پر آئے تو ابوسفیان نے مجھ سے کہا:
ابوالفضل! حیرت کی بات ہے کہ یہود بھی طاقور اور
مالدار قوم آپ کے بھیجے سے خوف زدہ ہے۔

سیدنا عباس کہنے لگے: ابوسفیان! آپ نے جو دیکھا
اور سنا اس کے بعد مناسب یہی لگتا ہے کہ آپ ان پر ایمان
لے آئیں۔ اگر وہ نبی برحق ہیں تو آپ سبقت کرنے والوں
میں سے ہو جائیں گے اور اگر وہ سچے نہ ہوں تو بھی ان
کے پیروکاروں میں آپ تنہا نہیں ہوں گے۔ آپ کے ہم
مرتبہ دیگر بہت سے لوگ بھی آپ کے ساتھ ہوں گے۔

ابوسفیان نے ابوالفضل کی طرف دیکھا اور کہا: [لَا
أُؤْمِنُ بِہَا] ”میں ان پر ایمان نہیں لاسکتا“ [حَتّٰی أَرٰی
الْخَیْلَ فِیْ کَدَآءٍ] ”یہاں تک کہ میں گھوڑوں کو جبل
کدواء سے آتے ہوئے نہ دیکھ لوں۔“

ابوالفضل کہنے لگے: ابوسفیان! یہ آپ نے کیا بات
کہہ دی؟! مراد یہ تھی کہ یہ کوئی کرنے والی بات ہے۔ ابو
سفیان کہنے لگا: [کَلِمَۃٌ جَاءَتْ عَلٰی قَعْمٍ] ”یہ کلمہ میری
زبان سے بے ارادہ نکل گیا ہے میں نے قصد نہیں کیا“
[إِلَّا اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَتْرُکُ خَیْلًا تَطْلُعُ مِنْ کَدَآءٍ]
”ورنہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی لشکر کے گھوڑوں کو
کدواء پہاڑ سے مکہ پر چڑھائی کے لیے نہیں آنے دے گا۔“

قارئین کرام! یہ بات ابوسفیان نے اس لیے کہی کہ
اصحاب اخیل کا واقعہ گزرے اگرچہ چالیس سال کا عرصہ گزر
چکا تھا مگر عرب کے بچے بچے کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس
طرح اپنے گھر کی حفاظت فرمائی تھی۔ ابوسفیان کا کہنا یہ تھا
کہ اگر وہ سچے نبی ہیں تو پھر مکہ مکرمہ پر ان کا قبضہ ہو جائے گا
اور اللہ تعالیٰ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالے گا۔

قارئین کرام! اس بات کو کتنے ہی سال گزر
گئے۔ مشرکین مکہ کی طرف سے تمام تر رکاوٹیں کھڑی
کرنے کے باوجود اسلام پھیلتا چلا گیا۔ لوگ حق کی آواز
قبول کرتے چلے گئے۔ توحید کی صدا، امن کی آواز سلامتی
کا پیغام فطرت کی پکار دلوں میں راسخ ہوتی چلی گئی۔

تائید و حمایت کی۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران سعودی عرب نے پاکستان کی وسیع پیمانے پر مدد کی۔ اپریل 1966ء میں شاہ فیصل نے پہلی مرتبہ پاکستان کا دورہ کیا اور اس موقع پر اسلام آباد کی مرکزی جامع مسجد کے سارے اخراجات خود اٹھانے کا اعلان کیا۔ یہ مسجد آج شاہ فیصل مسجد کے نام سے دنیا بھر میں جانی جاتی ہے۔ 1967ء میں سعودی عرب اور پاکستان کے درمیان فوجی تعاون کا معاہدہ طے ہوا جس کے تحت سعودی عرب کی بری، بحری اور فضائی افواج کی تربیت کا کام پاکستان کو سونپ دیا گیا۔ اپریل 1968ء میں سعودی عرب سے تمام برطانوی ہوا بازوں اور فنی ماہرین کو رخصت کر دیا گیا اور ان کی جگہ پاکستانی ماہرین کی خدمات حاصل کی گئیں۔ پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ایک بڑے شہر لائل پور کا نام انہی کے نام پر فیصل آباد رکھا گیا، جب کہ کراچی کی سب سے بڑی شاہراہ انہی کے نام پر شاہراہ فیصل کہلائی ہے۔ شاہ فیصل کے دور حکومت میں سعودی عرب نے 1973ء کے سیلاب زدگان کی کھل کر



حجاز و نجد کا نام تبدیل کر کے مملکت سعودی عرب رکھ دیا گیا۔ مارچ 1938ء میں تیل کی دریافت نے ملک کو معاشی طور پر زبردست استحکام بخشا اور مملکت میں خوشحالی کا دور دورہ ہو گیا۔

سعودی حکومت کے اندازوں کے مطابق مملکت کا رقبہ 22 لاکھ 17 ہزار 949 مربع کلومیٹر (8 لاکھ 56 ہزار 365 مربع میل) ہے۔ سعودی عرب رقبے کے لحاظ سے دنیا کے 15 بڑے ملکوں میں شمار ہوتا ہے۔

امت مسلمہ کے روحانی مرکز سعودی عرب کے پاکستان سے تعلقات چونکہ شروع دن سے انتہائی مضبوط اور مستحکم رہے ہیں، اس لیے وطن عزیز پاکستان کا ہر شہری

مملکت سعودی عرب جزیرہ نمائے عرب میں سب سے بڑا ملک ہے۔ شمال مغرب میں اس کی سرحد اردن، شمال میں عراق اور شمال مشرق میں کویت، قطر اور بحرین اور مشرق میں متحدہ عرب امارات، جنوب مشرق میں سلطنت عمان، جنوب میں یمن سے ملی ہوئی ہے۔ جب کہ خلیج فارس اس کے شمال مشرق اور بحیرہ قلم اس کے مغرب میں واقع ہے۔ یہ حریم شریفین کی سر زمین کہلاتی ہے، کیونکہ یہاں اسلام کے دو مقدس ترین مقامات مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ موجود ہیں۔

تقریباً 1750ء میں مملکت سعودی عرب کا قیام ہوا، جب آل سعود کے رہنما امام محمد بن سعود بن سعود بن عبد الوہاب کے ساتھ مل کر ایک نئی سیاسی قوت کے طور پر ابھرے، اگلے ڈیڑھ سو سال میں آل سعود کی قسمت کا ستارہ طلوع و غروب ہوتا رہا جس کے دوران جزیرہ نما عرب

پر تسلط کے لیے ان کے مصر، سلطنت عثمانیہ اور دیگر عرب خاندانوں سے تصادم ہوئے، بعد ازاں سعودی ریاست کا باقاعدہ قیام شاہ عبدالعزیز آل سعود کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ 1902ء میں شاہ عبدالعزیز نے حریف آل رشید سے ریاض شہر چھین لیا اور اسے آل سعود کا دار الحکومت قرار دیا۔ اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے انہوں نے 1913ء سے 1926ء کے دوران الاحساء، قطیف، نجد کے باقی علاقوں اور حجاز پر بھی قبضہ کر لیا۔ 8 جنوری 1926ء کو عبدالعزیز ابن سعود حجاز کے بادشاہ قرار پائے۔ 29 جنوری 1927ء کو انہوں نے شاہ نجد کا خطاب حاصل کیا، 20 مئی 1927ء کو معاہدہ جدہ کے مطابق برطانیہ نے تمام مقبوضہ علاقوں جو اس وقت مملکت حجاز و نجد کہلاتے تھے پر عبدالعزیز ابن سعود کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ 1932ء میں برطانیہ کی رضامندی حاصل ہونے پر مملکت

چاہے وہ کسی بھی کتب فکر اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھتے والا کیوں نہ ہو سر زمین حریم الشریفین کے لیے ہمیشہ دل کی اتھار گہرائیوں سے دعائیں کرتا ہے اور سعودی عرب کا کام سنبھالنے کی عہد دہی ہے، اخوت اور ایثار و قربانی کا جذبہ اس کے دل میں جاگزیں ہونے لگتا ہے۔ پاک سعودی تعلقات اگرچہ ابتداء سے ہی خوشگوار رہے ہیں لیکن شاہ فیصل کے دور میں ان تعلقات کو بہت زیادہ فروغ ملا، انہوں نے پاکستان سے تعلقات بڑھانے اور صرف دونوں ملکوں کے قریب کرنے کے لیے ہی نہیں پوری امت مسلمہ کے اتحاد کے لیے زبردست کوششیں کیں جن پر دنیا بھر کے مسلمان انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور سبھی مسلم حکمرانوں کو ان جیسا کو ذرا ادا کرنے میں کوشاں دیکھنا چاہتے تھے۔

سعودی عرب ان چند ممالک میں سے ایک ہے جس نے ہمیشہ مسئلہ کشمیر پر مکمل کر پاکستان کے موقف کی

مالی امداد کی۔ دسمبر 1975ء میں سوات کے زلزلہ زدگان کی تعمیر و ترقی کے لیے ایک کروڑ ڈالر کا عطیہ دیا۔ 1971ء میں مشرقی پاکستان کی پاکستان سے علیحدگی پر شاہ فیصل کو بہت رنج ہوا، انہوں نے

2005ء میں آزاد کشمیر کے پی کے کے خوفناک زلزلہ اور 2010ء کے سیلاب کے دوران بھی مصائب زدگان میں جتلا پاکستانی بھائیوں کی مدد میں سعودی عرب سب سے آگے رہا اور روزانہ کی بنیاد پر امدادی طیارے پاکستان کی سر زمین پر اترتے رہے۔

پاکستان کی جانب سے تسلیم کرنے کے بعد بھی بنگلہ دیش کو تسلیم نہ کیا۔ شاہ فیصل کی وفات کے بعد بھی سعودی عرب اور پاکستان کے تعلقات میں کوئی کمزوری نہیں آئی۔ خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ مرحوم پاکستان آئے تو پاکستانی عوام نے ان کا بھرپور استقبال کیا، جس سے وہ بہت زیادہ متاثر ہوئے اور کہا کہ ہم پاکستان کو اپنا دوسرا گھر سمجھتے ہیں۔ 2005ء میں آزاد کشمیر کے پی کے کے خوفناک

زلزلہ اور 2010ء کے سیلاب کے دوران بھی مصائب و مشکلات میں جتلا پاکستانی بھائیوں کی مدد میں سعودی عرب سب سے آگے رہا اور روزانہ کی بنیاد پر امدادی طیارے پاکستان کی سر زمین پر اترتے رہے۔

سعودی عرب کو اللہ تعالیٰ نے تیل کے ذخائر کی دولت سے نواز رکھا ہے، اسلامی ممالک کے مسائل حل کرنے کے لیے اقتصادیات، تعلیم اور دوسرے موضوعات

توہم پرستی

جناب غلام مصطفیٰ ظہیر ان پوری

اور جوتا نقصان سے بچانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر جوتا گاڑی کے ساتھ لٹکا دیا جائے تو وہ تو نظر بد سے بچا سکتا ہے تو پاؤں میں جوتا ہونے کے باوجود نظر کیوں لگ جاتی ہے؟

دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ ہاتھ پاؤں میں لوہے کے کڑے رنگ برنگے دھاگے اور انگوٹھیاں پہنتے ہیں کہ ان کی وجہ سے آدمی مختلف بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے، نیز جنات و شیاطین اور جادو وغیرہ بھی اثر انداز نہیں ہوتا۔ ان سب چیزوں کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی کئی چیزیں ایسی ہیں جو بیماریوں کو دور کر سکتی ہیں، حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّيٍّ﴾
(الزمر: ۲۸)

”(اے نبی!) ان سے پوچھیے کہ جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو، اگر اللہ تعالیٰ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو یہ اسے رفع کر سکتے ہیں؟“
نبی اکرم ﷺ ایک سفر میں تھے آپ ﷺ نے اپنا قاصد بھیجا اور اسے فرمایا:

[لَا يَبْقِيَنَّ فِي رَقَبَةٍ بَعِيرٍ قِلَادَةً مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةً إِلَّا قَطَعْتُ]

”ہراونٹ کی گردن سے تانت کا ہار یا فرمایا کہ ہار کاٹ دیا جائے۔“ (صحیح البخاری: ۳۰۰۵، صحیح مسلم: ۲۱۱۵)

راوی حدیث امام مالک فرماتے ہیں:

[أَرَى ذَلِكَ مِنَ الْعَيْنِ]

”میرے خیال میں یہ (اونٹوں کی گردنوں میں وسیاں) نظر بد کی وجہ سے (ڈالی گئی) تھیں۔“
(صحیح مسلم: ۲۱۱۵، الموطا امام مالک: ۲۰۷/۲)

عرب میں توہم پرستی:

توہم پرستی کا سلسلہ عرصہ دراز سے قوموں میں چلا

توحید اسلام کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ یہ انسان کے دل سے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کا خوف نکال دیتا ہے۔ عقیدہ توحید جس قدر کمزور ہوتا جاتا ہے، اتنا ہی انسان مخلوقات سے ڈرنے لگتا ہے حتیٰ کہ مشرک آدمی ہر چیز سے خوف کھانے لگ جاتا ہے۔ کیوں کہ انسان کا عقیدہ کمزور ہو تو اس کا اعتماد اللہ تعالیٰ سے اٹھ جاتا ہے اور وہ مخلوقات میں نفع و نقصان تلاش کرنے لگتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ اتَّبِعُونِ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا﴾ (المائدہ: ۷۶)

”(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ اللہ کے علاوہ جن کی تم عبادت کرتے ہو، وہ تمہارے نفع و نقصان کے مالک نہیں۔“

یعنی تم انہیں نفع و نقصان کا مالک سمجھ کر ان کی پرستش کر کے شرک میں مبتلا ہو رہے ہو، حالانکہ ان کے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں۔ نفع و نقصان تو صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ مشرکوں کی بت پرستی کے خلاف دلیل پیش کر رہے ہیں کہ تم بت اس لیے پوجتے ہو کہ ان سے نفع کی امید یا نقصان کا خوف رکھتے ہو، چنانچہ وہ تمہیں نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے، لہذا انہیں پوجنا بے کار ہے۔

توہم پرستی:

انسان کو شرک کی طرف لے جانے والی اعتقادی کمزوریوں میں سے ایک توہم پرستی اور اللہ تعالیٰ پر یقین کامل نہ ہونا بھی ہے۔ توہم پرست انسان مولیٰ کریم کی بجائے مخلوقات پر اعتماد کرتا اور سمجھتا ہے کہ یہ چیز مجھے نقصان سے بچا سکتی ہے یا نفع پہنچا سکتی ہے۔

عام دیکھنے میں آیا ہے کہ ہنڈیا اٹا کر منڈیر پہ رکھ دی جاتی ہے، گاڑی کے ساتھ جوتا لٹکا دیا جاتا ہے تاکہ مکان یا گاڑی نظر بد سے محفوظ رہے، گویا کالی ہنڈیا

آ رہا ہے اور اصلاح و ہدایت کی راہ میں رکاوٹ بنا رہا ہے۔ عربوں کے اندر بھی بے شمار قسم کے اوبام و خرافات پائے جاتے تھے۔ جس طرح ہر قوم کے جہلاء کا عقیدہ ہوتا ہے کہ فلاں دیوتا، فلاں ہستی کے خلاف اگر زبان سے کچھ نکلا تو فوراً بلائیں آکر ہمیں لپیٹ لیں گی۔ عرب گھرانے بت خانوں اور صنم کدوں کا روپ دھار چکے تھے۔ دنیا کے تمام کام انہی بتوں سے متعلق سمجھے جاتے تھے۔ مدتوں سے یہ خیال رائج چلا آتا تھا کہ فلاں بت کی پرستش یا خدمت گزاری میں اگر کوتاہی کی گئی تو آسمان سے پانی برسنا بند ہو جائے گا، اولاد پیدا نہ ہوگی، باغوں میں پھل نہ پڑے گا۔ شروع میں جب آپ ﷺ نے بتوں کے خلاف وعظ شروع کیا تو اکثر لوگوں نے (نعوذ باللہ) آپ کو پاگل سمجھ لیا اور جاہلیت کے بعض کافرا راہ ہمدردی جہاز پھونک کر آئے۔

حنام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو کر اپنے قبیلے میں گئے اور لات وعزیٰ کی مذمت شروع کی تو تمام قبیلہ خوف سے کانپ گیا کہ حنام انہیں برا نہ کہو، کہیں تمہیں مرض جنون، جذام نہ ہو جائے۔ (مسند الامام احمد: ۱/۲۲۳، ۲۶۵، مسند الدارمی: ۶۵۲، سنن ابی داؤد: ۴۸۷، مسند حسن، مسند الحاکم: ۵۵۵، ۵۵۳/۳، ووافق الذہبی)

سیدہ زینبہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہونے کے بعد بصارت سے محروم ہو گئیں تو کفار کہنے لگے کہ لات وعزیٰ نے ان کو اندھا کر دیا ہے۔ (مسند الصمیہ لابن نعیم الاسمانی: ۷۰۳، مسند حسن) طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو اسلام کی دعوت دی تو وہ کہنے لگی: دیکھو ذی الشری بت کہیں ہمیں برا نہ کر دے۔ (دلائل النبوة لابن نعیم الاسمانی: ۲۱۲، مسند صحیح) کچھ اسی طرح کا اظہار قوم ثمود کے متعلق بھی قرآن کریم نے نقل کیا ہے کہ جب ہود علیہ السلام نے انہیں دعوت توحید دی تو وہ کہنے لگے:

﴿إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ﴾
(ہود: ۵۴)

”ہم تو سمجھتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں پاگل کر دیا ہے۔“

توہم پرستوں کی دلیل

توہم پرستوں کے ہاں قرآن مجید کے دلائل کارگر نہیں ہوتے، بلکہ ظاہری و باطنی قوتوں کے نقصان ان کی

موافق علاج کیا جائے تو مفید ہوگا، لیکن بہت سے لوگ وہم پرستی کی بنا پر ٹونے ٹونکے کو رافع مرض سمجھتے ہیں اور عاملین کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے ان تمام ادہام کو تصریح اور یقین کے ساتھ باطل قرار دیا، مثلاً:

❖ عرب کا خیال تھا کہ جب کوئی بڑا شخص مرجاتا ہے تو چاند یا سورج کو گرہن لگتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو سورج کو گرہن لگا ہوا تھا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ انہی کی وفات کا اثر ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا:

[إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ، لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ]

”چاند سورج اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ کسی کے مرنے یا جینے سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔“ (صحیح البخاری: ۱۰۳۳، صحیح مسلم: ۹۱۵)

وہم پرستی کا ایک منظر اس وقت دیکھنے کو ملا جب پوری دنیا کا طویل ترین سورج گرہن ہوا۔ پاکستان میں جزوی طور پر سورج گرہن کا آغاز ۱۰:۱۷ پر ہوا جو ۰۳:۰۸ تک جاری رہا۔ اس دوران کراچی کے ساحلی علاقوں میں بڑی تعداد میں لوگوں نے اپنے معذور بچوں کو ریت میں دبایا، جبکہ والدین اپنے بچوں کے قریب بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت اور تسبیح کرتے رہے۔ ان افراد کا کہنا تھا کہ اس عمل سے بچوں کی ذہنی اور جسمانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

❖ یہ خیال تھا کہ سانپ اگر مار دیا جائے تو اس کا زہر یا مادہ ساتھی آکر مارنے والے انسان کو ہلاک کر دیتا ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ہوا:

[مَنْ تَرَكَ الْحَيَاتِ مَخَافَةَ طَلِبِهَا، فَلَيْسَ مِنَّا، مَا سَالِمْنَاهَا مِنْذُ حَارِبْنَاهَا]

”جب سے ہماری ان (سانپوں) سے لڑائی ہوئی ہے، دوبارہ صلح نہیں ہوئی۔ جس نے سانپ کو زہر کی وجہ سے چھوڑ دیا (کہ اس کا ساتھی مجھے نقصان پہنچائے گا) وہ ہم میں سے نہیں۔“ (مسند الامام احمد: ۲۳۰/۱، سنن ابی داؤد: ۵۲۵۰، وسند حسن)

❖ ایک دفعہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ستارہ ٹوٹا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے دریافت کیا کہ

”مدینہ آگ کی بھی کی طرح ہے، جو میل کو الگ کرتی اور حقیقی جوہر کو خالص کرتی ہے۔“ (صحیح البخاری: ۷۲۱۱، صحیح مسلم: ۱۳۸۳)

احادیث میں تو ہم پرستی کا رد:

الغرض زمانہ نبوت سے بل عربوں میں بے شمار خرافات پائی جاتی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے برملا اعلان فرمایا کہ ان کی کوئی اصل نہیں۔

[لَا عَدْوَى، وَلَا طَيْرَةَ، وَلَا هَامَةَ، وَلَا صَفْرًا]

”نہ جھوٹ ہے، نہ بدقالی ہے، نہ مردہ کی کھوپڑی سے پرندہ نکلتا ہے اور نہ ہی صفر کا مہینہ منجوس ہے۔“ (صحیح البخاری: ۵۷۰۷، صحیح مسلم: ۲۲۲۰)

عربوں کا خیال تھا کہ بیماری متعدی ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی نفی کی تو ایک شخص نے اعتراض کیا کہ ایک اونٹ کو خارش لگنے سے پورے ریوڑ کے اونٹ خارش زدہ کیوں ہو جاتے ہیں؟ فرمایا: اگر بیماری ایک سے دوسرے لگتی ہے تو سب سے پہلے اونٹ کو کہاں سے لگی؟ یعنی اگر پہلے اونٹ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیماری آئی ہے تو باقیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیوں نہیں آئی؟ اسی طرح جب وہ کام کے لیے گھر سے نکلتے تو پرندہ اڑا کر فال لیتے تھے۔ دائیں طرف اڑتا تو خوش ہوتے کہ کام ہو جائے گا اور اگر بائیں طرف اڑتا تو واپس گھر آجاتے کہ کام نہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے اس کی نفی فرمائی۔

ہامہ سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی آدمی مرجاتا ہے تو اس کی روح آٹو کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور چکر لگاتی ہے، جیسا کہ ہمارے معاشرے میں بھی بدروحوں کا تصور پایا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی نفی کی۔ اس طرح عرب صفر کے مہینے کو منجوس سمجھتے تھے، بلکہ اس کو صفر کہنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ یہ مہینہ خیر و برکت کے لحاظ سے صفر ہے۔ آپ ﷺ نے اسے بھی وہم قرار دیا اور اسے شرک کی ایک قسم کہا۔

اس طرح وہ ادہام جو عرب میں پھیلے ہوئے تھے آپ ﷺ نے ان کا استیصال کیا۔ ادہام پرستی حقیقت میں قوموں کی تباہی کا ایک بڑا سبب ہوتی ہے۔ یہ ادہام حقیقت کے خلاف ہونے کے علاوہ بہت سے کاموں میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ غور سے دیکھیں تو ان کا سلسلہ شرک تک جا پہنچتا ہے اور انسان کو صحیح طریق عمل سے روک دیتے ہیں۔ مثلاً بیماری میں طب کے قاعدے کے

دلیل ہوا کرتے ہیں۔ اگر کسی راح العقیدہ شخص کا کوئی نقصان ہو جائے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ اس کو فلاں کی مار پڑ گئی ہے، حالانکہ کیا خود ان کا کسی کوئی نقصان نہیں ہوتا یا بیماری و پریشانی نہیں آتی۔ اگر آتی ہے تو وہ کس کی مار ہوتی ہے؟ عرب بدو مسلمان ہونے کے بعد اسلام سے یہ توقعات وابستہ کر لیتے کہ وہ انہیں ہرقسم کی آفات سے محفوظ رکھے گا۔ اگر کہیں ان کی توقعات کو محض کائناتی توفیق و نازل ہو جاتے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

[كَانَ الرَّجُلُ يَقْدُمُ الْمَدِينَةَ، فَيَسْلُمُ، فَإِنْ وَلَدَتْ امْرَأَتُهُ غُلَامًا وَتَنَجَّتْ خَيْلَهُ، قَالَ: هَذَا دِينٌ صَالِحٌ، وَإِنْ لَمْ تَلِدْ امْرَأَتُهُ وَلَمْ تَنَجَّ خَيْلَهُ، قَالَ: هَذَا دِينٌ سَوْءٌ]

”باہر کا جو شخص مسلمان ہو کر مدینہ میں آتا تھا، اس کی حالت یہ تھی کہ اگر اس کی بیوی لڑکا جنمتی اور اس کی گھوڑی بچہ دیتی تو وہ کہتا کہ یہ نہایت عمدہ مذہب ہے۔ ایسا نہ ہوتا تو کہتا کہ یہ نہایت بُرا مذہب ہے۔“ (صحیح البخاری: ۲۷۲۲)

قرآن مجید کی یہ آیت ایسے ہی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی:

[وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يْعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ] (الحج: ۱۱)

”بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی بندگی کنارے پر کھڑے ہو کر کرتے ہیں، اگر فائدہ پہنچے تو اطمینان ہو جاتا ہے اور اگر مصیبت آجائے تو فوراً رو بر گشتہ ہو جاتے ہیں۔“

اگرچہ مخلصین اور باب فہم پر اس قسم کی عارضی ناگواریوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا، تاہم عام لوگ تو ہم پرستی جن کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی، وہ اس قسم کے اتفاقی واقعات سے بہت متاثر ہوتے تھے۔ ایک بدو نے آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اتفاقاً دوسرے دن بیمار ہو گیا تو بیعت توڑنا چاہی۔ آپ ﷺ نے تین بار منع کیا، لیکن اس نے اصرار کر کے بیعت منسوخ کر دی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

[الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفَى حُبَّهَا، وَتَنْصَعُ طَبِهَا]

جنات کو نکالنے کے لیے عجیب و غریب طریقے اختیار کرنا، نجومیوں، ساحروں اور کاہنوں سے قسمت آزمائی کرانا اس پر مستزاد ہے۔

قسمت کا حال پوچھنا ایسا عمل ہے کہ پوری قوم فیشن کی طرح اس کو اپناتی ہے۔ حالانکہ یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[من أتى عرافاً أو كاهناً، فصدقه بما يقول، فقد كفر بما أنزل على محمد]

”جو شخص کسی نجومی یا کاہن کے پاس گیا اور اس کی بات کو صحیح سمجھا تو اس نے محمد (ﷺ) پر نازل ہونے والے دین کے ساتھ کفر کیا۔“ (مسند الامام احمد: ۴۲۹/۲، سنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۳۵/۸، وسند صحیح)

کاہن اس شخص کو کہا جاتا ہے جو غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہو۔ اس کے کئی طریقے آج کل موجود ہیں، مثلاً ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر قسمت کا حال بتانا، ستاروں کے ملاپ سے مقدر معلوم کرنا، قرآنی فالنامے اور طوطوں کے ذریعے قسمت نکالنا، زمین پر لکیریں کھینچنا وغیرہ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[من اقتبس علماً من النجوم، اقتبس شعبة من السحر، فزاد ما زاد]

”جس نے علم نجوم سیکھا، اس نے جادو سیکھا، جیسے جیسے یہ علم بڑھتا جائے گا، جادو بڑھتا جائے گا۔“ (مسند الامام احمد: ۳۱۱، ۳۲۷/۱، سنن عبد بن حید: ۷۳۱، سنن ابی داؤد: ۳۹۰۵، سنن ابن ماجہ: ۳۷۶، وسند حسن)

حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔ (ریاض الصالحین: ۲۳۶/۲)

جادو گروں کے بارے میں ارشاد نبوی موجود ہے کہ ”سات تباہ کرنے والے گناہوں سے بچو۔“ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ گناہ کون کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”شرک، جادو، قتل، سود، یتیم کا مال کھانا، جنگ سے دوڑنا اور (پاکدامن عورتوں پر) تہمت لگانا۔“ (صحیح البخاری: ۲۷۶۶، صحیح مسلم: ۱۳۵/۸۹)

ہمارے ہاں پائے جانے والی ایک بدترین توہم پرستی جو انسان کو شرک تک پہنچا دیتی ہے، یہ ہے کہ کسی

حکم اور مرضی نہ ہو اور اگر وہ بھی شفا کا فیصلہ فرما دے تو خاک کی چٹکی اور پانی کے گھونٹ سے شفا مل جاتی ہے۔

کیا یہ وہی امت ہے کہ جسے سمجھایا گیا تھا کہ سورج اور چاند، زمین و آسمان، سمندر اور دریا سب اللہ کے حکم کے سامنے بے بس ہیں۔ ان کا طلوع و غروب، حرکت اور سکون، روانی اور ٹھہراؤ ان کے اپنے اختیار میں نہیں۔ ان کا مالک چاہے تو گہرے سمندر کو پایاب کر دے اور اس کا حکم ہو تو خشک اور جامد پتھروں سے چشمے جاری کر دے۔ عقیدے اور ایمان کی یہی چٹکی تھی کہ جس نے مسلمانوں کو صدیوں کے توہمات سے نجات دے دی۔ عقیدہ توحید پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرنے والے بعض مسلمان دوبارہ جاہلانہ توہمات میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ نجومیوں، جوجیوں، دست شناسوں اور پیشہ ورانہ عاملوں کے آستانے ان ہی اداہم پرستوں کی وجہ سے آباد ہیں۔

توہم پرستی کی چند مثالیں:

زمانہ اسلام سے قبل کے عرب معاشرے میں پائی جانے والی تمام خرافات آج ہمارے اندر بدرجہ اتم موجود ہیں، مثلاً پرندوں اور جانوروں اور ان کی بولیوں سے نحوست لینا، کوا چھت کی منڈیر پر آ بیٹھنے اور بولنے لگ جانے تو سمجھنا کہ کوئی مہمان آرہا ہے، چھینک آگئی تو کوئی یاد کر رہا ہے، بوقت صبح کا ننداروں کا کسی کو ادھار سوانہ دینا کہ اس طرح سارے دن کی برکت ختم ہو جاتی ہے، مرغ یا بگ دینے کے جرم میں ذبح کا سزاوار ٹھہرتا ہے۔

کالی بلی راستہ کاٹ جائے تو منحوس سمجھنا، جانوروں کی گردنوں میں رنگ برنگ کی چادریں اور دھاگے باندھ کر چھوڑ دینا اور سمجھنا کہ اگر ان کو کسی نے ہاتھ لگایا تو اس کا نقصان ہو جائے گا۔ آنکھ کی پھڑ پھڑاہٹ کو مصائب کی دستک سمجھنا، جمعہ کے دن عید آجائے تو اس کو بھاری سمجھنا، دہنوں کو گھر میں داخل کرتے اور رخصت کرتے وقت عجیب و غریب امور، مثلاً دروازے پر تیل گرانا، سر پر قرآن کا سایہ کرنا، پاؤں کے نیچے روٹی دھرنا، دہن کے پاس لوہا رکھنا وغیرہ، حاملہ عورت یا نومولود بچے کی ماں کو فوٹنگی والے گھر نہ جانے دینا یا اپنے گھر کسی کو نہ آنے دینا، نومولود کے سر ہانے چھری وغیرہ رکھنا، دہن کے آتے ہی اگر گھر میں کوئی نقصان ہو جائے تو اسے منحوس سمجھنے لگنا، کسی دن بالخصوص منگل کے دن کسی کام کی ابتدا نہ کرنا،

جاہلیت میں آپ اس کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے تھے؟ عرض کیا: ہمارا یہ اعتقاد تھا کہ بڑے شخص کی پیدائش یا وفات پر ستارے ٹوٹتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے ستارے نہیں ٹوٹتے۔ (صحیح مسلم: ۲۲۹۹)

❖ شیر خوار بچوں کے سر ہانے استرا رکھ دیا جاتا کہ جنات ان کو نہ ستانے پائیں۔ ایک دفعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو اٹھا کر پھینک دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ان باتوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ (الادب المفرد للبخاری: ۹۱۲، شرح معانی الآثار للطحاوی: ۳۱۲/۲ مختصر، وسند حسن)

❖ نظر بد سے بچنے کے لیے انڈوں کے گلے میں قلابہ لٹکاتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ کسی اونٹ کے گلے میں قلابہ نہ رہنے دیا جائے، جیسا کہ ابو شیر انصاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ دوران سفر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کو اس کام کے لیے بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تندی وغیرہ کا کوئی قلابہ (ہار) نہ چھوڑا جائے، بلکہ اسے کاٹ دیا جائے۔“ (صحیح البخاری: ۳۰۰۵، صحیح مسلم: ۲۱۱۵)

تعجب!

جبلائے عرب میں ایسی خرافات موجود تھیں تو تعجب کیوں؟ تعلیم سے نا آشنا لوگ اکثر توہم پرستی کا شکار ہو جایا کرتے ہیں۔ تعجب تو یہ ہے کہ آج کل کے ماڈرن اور تعلیم یافتہ دور میں بھی بے حد خرافات ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہیں۔ اگر مختلف علاقوں میں پائی جانے والی خرافات اور توہمات کو دیکھا جائے تو آج ہم جبلائے عرب سے بھی اس کام میں بہت آگے نظر آتے ہیں۔

کیا یہ امت ہے جسے سکھایا گیا تھا کہ نفع و نقصان صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ کسی کو شفا دیتا ہے تو کوئی جن، فرشتہ، انسان اور دلتا بدلتا موسم اسے بیمار نہیں کر سکتا اور اگر وہ کسی کو بیمار کرنا چاہے تو سارے حکیم و ڈاکٹر اور عامل مل کر اسے شفا نہیں دے سکتے۔ علاج کی اہمیت اور جائزہ عملیات کی افادیت سے انکار نہیں، مگر اللہ کا حکم اور مشیت ہر چیز پر مقدم ہے۔ کوئی ماہر ترین ڈاکٹر اور مہنگی سے مہنگی دوا مریض کی حالت میں ذرہ برابر تبدیلی نہیں لاسکتا اگر اللہ کا

سن ہجری کی ابتداء

جب سیدنا قادریؒ کو صیدق انصاریؒ نے

الحجہ اشہر حرم تھے جن میں قتل و قتل جائز نہیں تھا۔ اہل عرب ان چاروں مہینوں کی حرمت کا لحاظ پاس کرتے تھے حالانکہ ریگستان عرب کے اکثر بدوؤں اور بادیہ نشین قبائل کی معیشت و زندگی کا دار و مدار عام طور پر لوٹ مار پر تھا، قافلوں اور مسافروں کو لوٹنا ان کا مشغلہ تھا بلکہ روزی روٹی کے حصول کے لئے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ پر حملہ آور ہوتا رہتا تھا اسی وجہ سے عرب کی سرزمین پر خون خرابہ قتل و قتل اور غارت گری کا ایک چلن تھا۔ جو قبیلہ زیادہ جنگجو ہوتا اس کی عظمت و شوکت تسلیم کی جاتی تھی مگر یہ تمام خون خرابے اور لوٹ کھسوٹ حرمت والے مہینوں میں نہیں کرتے تھے۔

اہل عرب کے ہاں یہ روایت تھی کہ وہ سال کے چار حرمت والے مہینے اپنی مرضی سے منتخب کر لیتے مگر قدرتی ترتیب کا پاس نہیں کرتے تھے۔ ذیقعدہ ذی الحجہ اور محرم تین مہینے بے درپے حرمت والے آنے کی وجہ سے اکثر ان ایام میں ان کا خورد و نوش کا سامان ختم ہو جاتا تھا۔ کیونکہ اکثر

بدوؤں کے قبائل کا پیشہ ہی لوٹ مار تھا۔ لڑائی جھگڑوں اور جنگوں سے اپنی روزی روٹی چلانے والے بھی بھوکے ننگے ہو جاتے تھے۔ جس پر انہوں نے یہ حل نکالا کہ حرمت والے بے درپے مہینوں میں کوئی بغیر حرمت

والا مہینہ خود ہی شاکر کر لیتے اور حرمت والا مہینہ اس مہینے کی جگہ لے جاتے۔ اس مہینے میں اپنے چوری چکاری یا لڑائی جھگڑوں کے ناجائز پیشوں سے اپنی خورد و نوش کا سامان جمع کر لیتے۔ یعنی اس سال پہلے صفر ہوگا اس کے بعد محرم بھی ذی الحجہ و ذیقعدہ وغیرہ کو ختم کر کے کوئی اور مہینہ بنا دیتے تھے تاکہ وہ خوب لوٹ مار کر سکیں۔ ان سب کارستانیوں کو اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع کر دیا۔ ارشاد ہوا کہ:

﴿إِنَّمَا إِلَهُ الْبَنِي إِسْرَءِيلَ الْكَفُّرُ﴾ (التوبة: 37)

”حقیقت یہی ہے کہ کھنڈوں کو بچے گردینا کفر ہے۔“

عربوں کا مہینوں کو آگے بچھے کرنے سے فطری ترتیب بگڑ گئی تھی۔ جس سال آپ ﷺ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا تو آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں پوچھا تھا کہ یہ کونسا دن اور کونسا مہینہ ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے کہ شاید کوئی تبدیلی کا اعلان ہوگا لیکن جب آنحضرت نے فرمایا کہ ”یہ یومِ غر نہیں؟“ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ بالکل

ہمسائے اور اہل علاقہ دشمن بن جائیں تو وہ پھر بھی ہمت ہار کر ان کے گمراہ کن راستے پر نہیں چلتا بلکہ وہ ایسے علاقے میں جا رہا ہے جہاں اسے اپنے پروردگار کی خوشنودی کیلئے سازگار ماحول میسر ہو۔

اسلام دین فطرت ہے اس نے اپنی اس طرز کو زندگی کے ہر شعبے میں برقرار رکھا ہے دنوں کے حساب کتاب میں بھی اسی طرز عمل کے تحت اللہ تعالیٰ نے طویل المدت حساب کتاب کیلئے چاند یعنی قمری سال کو معیار قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَ

ہجری سال اور اسلامی تقویم کا پہلا مہینہ محرم الحرام ہے جس کی بنیاد ہجرت نبوی ﷺ کو بنایا گیا۔ سن ہجری کا آغاز 17 ہجری کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا۔ لیکن اسے شروع 17 سال پہلے ہجرت مدینہ سے کیا گیا۔ اس کی ضرورت اس طرح پیش آئی کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جنہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یمن کا گورنر مقرر کیا ہوا تھا ان کے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فرامین آتے رہتے تھے مگر ان پر تاریخ درج نہیں ہوتی تھی جس کی وجہ سے بعض اوقات سخت مشکلات پیش آ جاتی تھیں یا درست وقت کا علم نہیں ہوتا تھا چنانچہ انہوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دھیان

تاریخ کی طرف دلایا تو انہوں نے سوچ و بچار اور مشاورت کے بعد اسلامی کیلنڈر سن ہجری کا آغاز کر دیا۔

سن ہجری کا پہلا مہینہ محرم الحرام قرار دینے کی وجہ 13 نبوی ماہ ذوالحجہ میں بیعت عقبہ کا ہونا اور ہجرت کیلئے

سازگار ماحول بنالینا تھا۔ ہجرت کا منصوبہ مکمل ہونے کے بعد پہلا آنے والا مہینہ محرم تھا تو اس بنیاد پر سن ہجری کا پہلا مہینہ محرم قرار پا گیا۔ (فتح الباری باب التاريخ)

سن ہجری اپنے آغاز کے اعتبار سے منفرد اور نصیحت آموز سبق کا حامل ہے۔ دنیا میں اس وقت مروج کیلنڈروں کا آغاز کسی شخصیت کی پیدائش یا کسی قومی واقعہ کی یاد پر منحصر ہے جس سے کسی کو بظاہر کوئی سبق حاصل نہیں ہوتا۔ جیسے سن عیسوی کا آغاز حضرت عیسیٰ کی پیدائش من یہود کا آغاز سیدنا سلیمان علیہ السلام کی تخت نشینی کے پر شوکت واقعے سے سن بکری کا آغاز راجہ بکر ماجیت کی پیدائش اور سن رومی کا آغاز سکندر اعظم کی پیدائش سے ہوتا ہے۔ اسلامی کیلنڈر کے سن ہجری کے آغاز میں یہ نصیحت آموز سبق پنہاں ہے کہ کوئی مسلمان اطراف و اکناف سے مصیبتوں اور تکلیفوں میں گھر جائے اور تمام

فَكَذَرَهُمْ مَتَازِلًا لِّيَتَعَلَّمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَ الْحِسَابِ﴾ (ہونس: 5)

”وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور کیا ہے اور اس نے چاند کی منزلیں قائم کی ہیں تاکہ تم سالوں کا شمار اور حساب معلوم کر سکو۔ اور بارہ مہینوں کی تعداد بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی مقرر فرمادی ہے۔“

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ (التوبة: 36)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ ہی ہے اللہ کی کتاب میں جس دن سے آسمان اور زمینیں کو پیدا کیا ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔“

ان بارہ مہینوں کی ترتیب محرم سے شروع ہو کر ذی الحجہ پر ختم ہوتی تھی اور چار مہینے محرم رجب ذیقعدہ اور ذی

ہے۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا یہ ماہ ذی الحجہ نہیں؟“
تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ بالکل ہے۔ تو پھر
رسول خدا ﷺ نے اپنا تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ:
[الزَّمَانُ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَةِ يَوْمٍ خَلَقَ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ]۔ (بخاری ومسلم)
”یقیناً زمانہ گھوم پھر کر اسی فطری ترتیب پر آگیا ہے
جیسا کہ اللہ نے آسمان و زمین کی تخلیق کے دن ہیئت
و ترتیب رکھی تھی۔“

لہذا اسلام کے بعد قیامت تک یہی ترتیب رہے گی
اور اسی ترتیب سے محرم الحرام اسلامی کیلنڈر کا پہلا مہینہ ہے اسی
نئے سال کا ہم والہانہ استقبال کر رہے ہیں۔ یہ سال نو اللہ
کرے کہ امت محمدیہ کی سر بلندی اور دینی بیداری کا سال ہو۔

محرم الحرام کی فضیلت:

محرم کی پہلی فضیلت یہ ہے کہ یہ حرمت والے
مہینوں میں سے ایک ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:
سال میں بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار حرمت
والے ہیں: تین مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اکٹھے ہیں
اور چوتھا رجب ہے جو شعبان اور جمادی الثانی کے
درمیان ہے۔ (صحیح بخاری)
دوسری فضیلت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے محرم کو
اللہ تعالیٰ کا مہینہ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ
”رمضان کے بعد افضل ترین روزے اللہ کے مہینے
محرم کے ہیں۔“ (صحیح مسلم)

تیسری فضیلت یہ کہ ماہ محرم یوم عاشورہ کے
روزے سے ایک سال کے گناہوں کا معاف ہونا
ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ:
”مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یوم عاشورا کا روزہ
گذشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے
گا۔“ (صحیح مسلم)

محرم الحرام کے اہم تاریخی واقعات:

ماہ محرم کی دسویں تاریخ کو عاشورہ کہتے ہیں۔ انبیاء
کی حیات سے متعلق اہم واقعات کے ظہور کے بیان نے
یوم عاشورہ کی تاریخی اہمیت بہت زیادہ بڑھا دی ہے۔
صاحب عمدۃ القاری نے یوم عاشورہ کو رونما ہونے والے
واقعات میں سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق، ان کا جنت میں داخل
ہونا اور جنت سے نکلنے جانے کے بعد توبہ کا قبول ہونا

سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی کا جدی پہاڑ پر لگنا، سیدنا ابراہیم علیہ السلام
کی پیدائش اور نمرود کی دہکائی ہوئی آگ میں ڈالے جانا،
سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون کے مظالم سے
نجات ملنا اور فرعون کا اپنے لشکر کے ساتھ دریائے نیل
میں غرق ہونا، سیدنا ایوب علیہ السلام کا بیماری سے شفاء یاب
ہونا، سیدنا اور یس علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا، سیدنا
سلیمان علیہ السلام کو عظیم بادشاہت نصیب ہونا، سیدنا
یعقوب علیہ السلام کی پیتائی کا لوٹ آنا، سیدنا یوسف علیہ السلام کا
کنوئیں سے نکالے جانا، سیدنا یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ
سے باہر آنا، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کا زندہ
آسمانوں پر اٹھائے جانے کو شریک ہے۔ (عمدۃ القاری شرح
البخاری باب میام یوم عاشوراء: ۸۹/۷)

تاریخ اسلام میں مختلف سالوں کے اس ماہ میں رو
نما ہونے والے حوادث و واقعات میں سے 3 ہجری میں
ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح
6 ہجری میں غزوہ خیبر 24 ہجری میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ
کی شہادت 24 ہجری میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا غلیفہ منتخب
ہونا اور 35 ہجری میں ان کا شہید ہونا 37 ہجری میں
واقعہ صفین 61 ہجری میں واقعہ کربلا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا
شہید ہونا 133 ہجری میں غوامیہ کا قتل عام ہونا 134
ہجری میں دار الخلافہ کا کوفہ سے انبار منتقل ہونا 146 ہجری
میں قبرص پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہونا 161 ہجری میں
عباسی دور میں مسجد نبوی کی پہلی توسیع 200 ہجری میں
عباسیوں کا مردم شاری کروانا 278ھ میں قرامطہ کا قوت
پکڑنا اور جنگ کرنا 294ھ میں شام میں قرامطہ کا ظلم
و ستم کے بازار گرم کرنا (یاد رہے کہ موجودہ داعش کے
نظریات بھی قرامطہ سے ملتے جلتے ہیں) 372ھ میں
بغداد میں شدید قحط پڑنا 378ھ میں بغداد میں دنیا کی
سب سے بڑی رصد گاہ کا افتتاح کرنا 449ھ میں عراق
میں شدید قحط آنا اور دہائی امراض پھوٹ پڑنا 497ھ
میں انگریزوں کا عہدہ پر قبضہ کر لینا 551ھ میں بغداد میں
کئی بار آگ کا لگنا 552ھ میں شام کے تیرہ شہروں کا
زلزلے سے تباہ ہو جانا اور 565ھ کے زلزلے میں 80
ہزار لوگوں کا مارے جانا
573ھ میں انگریزوں کا واقعہ الرملہ میں لاکھوں
مسلمانوں کو شہید کرنا 656ھ میں ہلاکو خان کا بغداد کو تباہ

کرنا اور 818ھ میں مصر میں طاعون اور قحط کی دبا بھوٹ
پڑنا قابل ذکر ہیں۔

ماہ محرم میں عاشورہ اور نفلی روزوں کے سوا اس مہینے
کیلئے الگ سے کوئی عبادت کا قرآن مجید اور ذخیرہ
احادیث رسول سے نہیں ملتا۔ مگر اس کے باوجود ہمارے
مسلم معاشرے میں بہت سے نئے کام دین اور اسلام
کے نام پر شروع کر لئے گئے ہیں۔

ہمیں اس بات پر غور و فکر کرنا چاہئے کہ ہر وہ عمل
جس کی قرآن و سنت اور خلفاء راشدین نیز خیر القرون
میں کوئی دلیل نہ ہو وہ عمل لایق اور بے کار ہے۔ جیسا کہ
نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

[مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ]
(بخاری ومسلم)

”جس نے کار خیر سمجھ کر کوئی کام کیا اور اس کا میں نے
حکم نہیں دیا تو وہ عمل مردود ہے۔“

ایک مسلمان کے لئے نبی اکرم ﷺ اور خلفاء
راشدین کے پیچھے چلنا کافی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
[فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ
الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَصُوا عَلَيْهَا
يَا لَتَوَاجِيزٍ، وَإِيَّاكُمْ وَتُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ
كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بِذَعَةٍ، وَكُلُّ بِذَعَةٍ ضَلَالَةٌ]۔
(ابوداؤد)

”مسلمانو! تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء
راشدین کے طریقے ہی کو اختیار کرنا اور اسے مضبوطی
سے تھامے رکھنا اور دین میں اضافہ شدہ چیزوں سے
اپنے کو بچا کر رکھنا اس لئے کہ دین میں نیا کام
بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو عاشوراء کا روزہ
رکھنے اور قرآن و سنت پر چلنے کی توفیق دے۔

خطبہ جمعۃ المبارک

◎ مرکزی جامع مسجد اہل حدیث فیروز ڈوواں میں 30 ستمبر
2016ء کا خطبہ جمعۃ المبارک الشیخ مولانا ابوذر محمد زکریا نے
شان سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر ارشاد فرمایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ
شیخ صاحب کی عمر اور علم میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!
منجانب: محمد عمران مجاہد فیروز ڈوواں (شیخو پورہ)

انہوں نے بھی مرکز اہل حدیث میں نماز جمعہ ادا کی۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ میری رہائش تو ایک دوسرے محلے میں ہے لیکن میں جمعہ تواتر کے ساتھ علامہ عبدالعزیز حنیف صاحب کے مرکز میں ہی ادا کرتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے خطبات بڑے علمی ہوتے ہیں اور ہمیں ہر خطبے میں نئی اور تحقیقی باتیں مل جاتی ہیں۔ ان کے خطبات میں جامعیت ہوتی ہے اور وہ اپنے موضوع پر مکمل معلومات فراہم کر دیتے ہیں اور کوئی تقصیر باقی نہیں رہتی۔ مزید یہ کہ وہ ہر بات کے لیے قرآن و حدیث کے حوالہ جات ایسے انداز میں پیش کرتے ہیں جیسے حدیث کی ساری کتابیں انہیں ازبر ہوں۔ سب سے بڑی بات یہ کہ انہوں نے کبھی کسی فرقے پر طعن و تشنیع نہیں کی بلکہ صرف حقائق بیان کر کے بات ختم کر دیتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک تربیتی اجلاس کے بعد انہوں نے اہل حدیث یوتھ فورس کی کابینہ سے ملاقات کا وقت بھی دے رکھا تھا۔ کھانے سے فارغ ہوئے تھے کہ علامہ عبدالعزیز حنیف صاحب نے ہمیں اپنے سٹڈی روم میں بلا لیا۔ وہ ہم میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ سلام اور معاف کے ساتھ ایسے طے جیسے کوئی اجنبیت نہ ہو۔ اپنی اولاد کی طرح انہوں نے ہم سب سے شفقت بھری گفتگو کی۔

AYF کی کامیابی اور ترقی کے لیے نصیحت کرتے ہوئے فرمانے لگے:

”یہاں عظیم کے لیے عہدے کی خاطر کام نہیں کرتا، عہدے کو مستقل رکھنے کے لیے کام نہیں کرتا۔ بلکہ ﴿يَلْفُوا عَيْنِي﴾ کے فرمان نبویؐ کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ سوچ کر کام کرتا ہے کہ یہ ہمارا فریضہ ہے۔ اگر تم نے اپنے اس فرض میں کوتاہی کی تو قیامت کے دن شرکین اللہ تعالیٰ کے دربار میں تمہارے خلاف دعویٰ نہ کر دیں کہ یہ لوگ خود کو توحید پر کاربند رہے ہیں مگر انہوں نے ہمیں اس طرف مائل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس لیے داعی بن کر اٹھو۔ داعی کی سب سے بڑی اور پہلی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ جس بات کی دعوت دے رہا ہے وہ خود بھی اس پر عمل کر رہا ہوتا ہے۔“

علامہ صاحب نے اس ملاقات میں صرف چند



نامزد کر دیا۔

علامہ عبدالعزیز حنیف نے پیرانہ سالی کے باوجود اپنی مرکزی اور اسلام آباد کی مصروفیات کو ایسے انداز میں مرتب کیا ہوا تھا کہ وہ لاہور میں ہوتے ہوئے بھی مرکز اہل حدیث اسلام آباد کے معاملات پر عقاب نگاہ رکھتے تھے۔ جماعتی احباب کی اسلام آباد آمد سرکاری دفاتر میں ان کے کاموں سے متعلق رہنمائی اور پھر ان کی میزبانی اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے۔

علامہ عبدالعزیز حنیف رحمہ اللہ کے خطبات روایتی مقررین کی طرح غیر مصدقہ قصے کہانیوں پر مشتمل نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ آپ جو بھی بات کرتے قرآن و حدیث کے حوالہ جات سے مزین کرتے۔ ہمارے ایک پڑوسی

اس بات کو مانے بغیر چارہ نہیں کہ تنظیموں اور تحریکوں میں اصل زندگی کارکنان ہی کے دم قدم سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ اگر قیادت میں بھی جان ہوتو تنظیمیں اپنا حقیقی جوہر دکھانے کی پوزیشن میں ہوتی ہیں۔ ہمارے مدوح علامہ عبدالعزیز حنیف کا شمار بھی ایسے ہی رہنماؤں میں ہوتا ہے۔ علامہ عبدالعزیز حنیف سے میری پہلی ملاقات مرکزی سکرٹریٹ 106 راوی روڈ لاہور میں مرکزی مجلس شوریٰ کے اس اجلاس میں ہوئی جس میں انہیں مرکزی ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ ناظم اعلیٰ منتخب ہونے کے بعد جب انہوں نے اراکین شوریٰ سے خطاب فرمایا تو ان کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے کاغذ اس طرح حرکت کر رہے تھے جیسے

ہاتھوں کو رعشہ ہوا ہو۔ ان کی آواز میں بھی لرزاہٹ تھی۔ میں حیران تھا کہ اتنا نحیف و بزار آدمی کس طرح جماعت کے دیئے ہوئے منصب سے انصاف کر سکے گا۔ لیکن جلد ہی مجھے اپنی سوچ تبدیل کرنا پڑی۔ علامہ عبدالعزیز

حنیف کا کام، ان کے دورہ جات، الیکٹرونک میڈیا میں بھرپور شرکت اور قوی اخبارات میں نمایاں نمائندگی کے سبب وہ مجھے ہی حیران نہیں کر گئے بلکہ تمام احباب جماعت کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہوئے کہ ارکان شوریٰ نے انہیں ناظم اعلیٰ مقرر کر کے ان حالات میں نہایت درست فیصلہ دیا تھا۔ مزید یہ کہ امیر محترم کے بیرون ملک دورہ جات کے سبب علامہ عبدالعزیز حنیف نے اندون ملک امیر محترم کی کمی کو بھی دور کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ یہ ان کی صلاحیتوں کا اعتراف ہی تھا کہ امیر محترم نے اپنے غیر ملکی دورے کے دوران معمول سے ہٹ کر کسی نائب امیر کی بجائے علامہ عبدالعزیز حنیف (ناظم اعلیٰ مرکزیہ) کو اپنی غیر موجودگی میں قائم مقام امیر

حاجی محمد آصف راکس ڈیلر کے بھائی اور مرید کے اہم رکن جماعت رانا محمد راشد کے چچا منیر احمد جو کہ اسلام آباد میں کسی سرکاری محکمے میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ ایک دفعہ مرکز اہل حدیث اسلام آباد میں AYF کے ایک تربیتی کیپ کے دوران امیر محترم پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ خطبہ جمعہ کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے پسندیدہ موضوع ﴿اِنَّا كَفَيْكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ﴾ کے عنوان پر تاریخی خطاب کیا۔ نماز جمعہ کے بعد ہم دور درازوں سے آئے ہوئے کارکنان ایک دوسرے سے الوداعی ملاقاتیں کر رہے تھے کہ اچانک ہمارے بدولہی والے پڑوسی منیر احمد صاحب نے مجھے پہچان کر بلا لیا۔ یہ میری ان سے کوئی اٹھارہ، بیس سال کے وقفے کے بعد ملاقات تھی۔ میں ان سے مل کر اس وجہ سے بھی خوش ہوا کہ

حضرت علامہ عبدالعزیز حنیف رحمہ اللہ

محرر: جناب مولانا سید کلیم حسین شاہ

اپنے عروج پر تھی۔ مولانا محمد یوسف کلکتوی نے اپنے گھر میں تخصص کی تعلیم کے لیے مدرسے کا آغاز کیا تھا اور مدرسہ میں زیر تعلیم طلبہ کے اخراجات وہ اپنی جیب سے ہی برداشت کرتے تھے۔ مولانا عبدالعزیز حنیف نے بھی انہی کے پاس ایک سال میں تخصص کی تعلیم مکمل کی اور مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کر لیا۔ کراچی قیام کے دوران ہی میٹرک بھی پاس کیا۔

اساتذہ: مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح، مولانا محمد مظفر گڑھی، مولانا ولی اللہ، مولانا محمد اسماعیل سلفی، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ، مولانا عبدالحمد ہزاروی، مولانا محمد یوسف کلکتوی وغیرہ۔ ۱۹۶۶ء میں حصول علم کے بعد آپ نے کراچی میں ہی دعوت و تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔

۱۹۶۸ء کی سہ روزہ آل پاکستان اہل حدیث کانفرنس میں مولانا محمد اسماعیل ذبیح اور راولپنڈی کی جماعت کی کوششوں سے اسلام آباد کے مشہور و معروف علاقہ آب پارہ میں مسجد اہل حدیث کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ آپ میاں فضل حق (جو اس وقت مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ تھے) کے مشورہ پر اسلام آباد تشریف لے آئے۔ مولانا عبدالعزیز نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں بھرپور حصہ لیا اور ۳۰ روز جیل بھی کائی۔

۲۰۰۲ء میں مولانا میاں محمد جمیل کے ناظم اعلیٰ کے عہدہ سے مستعفی ہونے کے بعد آپ قائم مقام ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ پھر ۲۰۰۲ء کو باقاعدہ طور پر مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ منتخب ہو گئے۔ آخری وقت تک علامہ عبدالعزیز حنیف سینئر نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی ذمہ داریاں سرانجام دے رہے تھے۔

مولانا عبدالعزیز کی اولاد میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ ڈاکٹر عزیز الرحمن، مولانا ابوبکر صدیق، بڑے صاحبزادے ڈاکٹر عزیز الرحمن انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں استاد اور یونیورسٹی کے صدر کے قانونی مشیر ہیں۔

۹ ستمبر ۲۰۱۶ء کو خطبہ جمعہ کی ادائیگی کے دوران آپ کو دل کا دورہ پڑا، منبر سے نیچے گر گئے۔ ہسپتال لے جایا گیا جہاں سے افاقہ ہونے پر واپس گھر تشریف لے آئے اور بعد میں عصر کی نماز کی تیاری کے دوران دوبارہ دل کا دورہ پڑا جس سے جانبر نہ ہو سکے۔ اللہ وانا الیہ راجعون!

آہ! علامہ عبدالعزیز حنیف رحمہ اللہ بھی اپنی طبعی عمر گزار کر اپنے رب کے حضور پہنچ گئے۔ جو بھی اس دنیا میں آیا ہے اسے ایک دن اس جہان فانی سے کوچ کر جانا ہے۔ صرف میرے اور آپ کے رب کا نام باقی رہے گا۔

علامہ مرحوم نے اسلام آباد میں دعوتی جدوجہد کی ایک طویل عمر گزاری اور تادم آخر اپنی دعوتی سرگرمیوں کی انجام دہی میں مشغول رہے۔ حتیٰ کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات بھی منبر رسول پر قال اللہ اور قال الرسول بیان فرما رہے تھے۔

مولانا عبدالعزیز حنیف رحمہ اللہ یکم جنوری ۱۹۳۰ء کو مقبوضہ پونچھ (جموں کشمیر) میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں اپنے اعزہ واقارب کے ساتھ ہجرت کر کے آزاد کشمیر ضلع باغ کے ایک گاؤں پنڈلی میں تشریف لے آئے۔ والد صاحب چودہری شاہ محمد زمینداری کرتے تھے۔

پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن دین کے ساتھ کافی لگاؤ رکھتے تھے۔ مولانا عبدالعزیز حنیف رحمہ اللہ نے مقامی سکول ہی میں پانچویں تک تعلیم حاصل کی۔ اسی دوران والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا۔ والدہ کے انتقال کے بعد سکول کی تعلیم سے دل اچاٹ ہو گیا۔ تقریباً ڈیڑھ سال یوں ہی گزرا۔ والد صاحب مزید تعلیم کے حافی تھے لیکن مولانا صاحب کا رجحان دینی تعلیم کے حصول کی طرف تھا۔ والد صاحب نے دینی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۵۹ء میں باقاعدہ دینی تعلیم کا آغاز مولانا محمد اسماعیل ذبیح کے مدرسہ جامعہ تدبیر القرآن والحدیث سے کیا۔ تین سال تک اسی مدرسے میں زیر تعلیم رہے۔ ۱۹۶۲ء میں راولپنڈی کی جماعت نے فیصلہ کیا کہ جگہ کی تنگی کے باعث مدرسہ عارضی طور پر بند کر دیا جائے اور مسجد کی عمارت میں توسیع کی جائے تو مولانا محمد اسماعیل ذبیح نے اس وقت کے زیر تعلیم طلبہ کو مختلف مدارس میں بھیج دیا۔ مولانا عبدالعزیز حنیف کو مولانا حافظ اسماعیل ذبیح جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں مولانا محمد اسماعیل سلفی کے پاس لے گئے۔

آپ تین سال تک وہاں زیر تعلیم رہے۔ پھر وہاں سے ہی ۱۹۶۵ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ جب آپ فارغ التحصیل ہوئے تو اس وقت کراچی میں مولانا محمد یوسف کلکتوی کی شہرت

نصائح کا دفتر نہیں کھولا بلکہ انہوں نے کہا کہ اپنے اجلاس کو مساجد تک محدود نہ رکھو۔ مختلف تفریحی مقامات پر اجلاس رکھا کرو، مطالعاتی سیر بھی کیا کرو، پکنک بھی منایا کرو۔ اسلام ایک خشک جامد زندگی نہیں سکھاتا۔ اس میں عبادت بھی ہے، فرائض کی ادائیگی بھی ہے، تفریح بھی ہے، لوگوں سے میل ملاپ بھی ہے۔ حسن زندگی یہی ہے کہ دوسروں کے ساتھ ملاقات میں اپنا اثر چھوڑ کر جاؤ۔ اس ملاقات میں علامہ عبدالعزیز حنیف صاحب نے اپنے بیٹے، ہمارے پیارے بھائی اور اہل حدیث یوتھ فورس اسلام آباد کے رہنما ابوبکر صدیق کو ہماری میزبانی میں ایسے مصروف رکھا جیسے ہم ان کے قریبی رشتے دار ہوں۔ اسلام آباد میں ہمارے پیارے بھائی اور ناظم نشر و اشاعت MNA سلفی بھی اس ملاقات میں موجود تھے۔ جو باتوں باتوں میں اپنی خوش مزاجی کا حصہ ڈالتے رہے۔ علامہ عبدالعزیز حنیف بڑے صاحب بصیرت اور بروقت فیصلے کرنے والے قائدانہ صلاحیتوں کے حامل تھے۔ اسلام آباد کے حساس علاقوں کے سنگم میں رہتے ہوئے۔ لَأَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةً حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ [کافر بیضہ ڈنکے کی چوٹ پر ادا کرتے رہے۔]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی بشری کوتاہیوں سے درگزر فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

تحفظ حرمین شریفین کانفرنس

25 ستمبر 2016ء بروز اتوار مرکزی جمعیت اہل حدیث والہحدیث یوتھ فورس ضلع ہری پور کے زیر اہتمام جامع مسجد عبداللہ اہل حدیث ہری پور میں کانفرنس منعقد ہوئی جس میں سید بسطین شاہ نقوی سید شتیق الرحمن شاہ مخدومی اور مولانا اکرم شاکر نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں علماء کرام اور کارکنان کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

منجانب: وسیم سلفی، اہل حدیث یوتھ فورس ایبٹ آباد

مستقل خطیب

مرکزی جامع مسجد محمدی اہل حدیث تحصیل بھوانہ ضلع چنیوٹ میں مستقل خطیب کے طور پر قاضی محمد سلیمان صاحب آف ملتان نے اپنی ذمہ داریاں سنبھال لی ہیں۔ امید ہے کہ قاضی سلیمان کے آنے سے علاقے میں دعوت و تبلیغ کا کام بڑھے گا۔

منجانب: صدر اہل حدیث یوتھ فورس بھوانہ، ضلع چنیوٹ

طب و صحت

ہیپیتہ..... زود ہضم

جناب حکیم راحت نسیم سوہروردی

پھل نعمت رب جلیل ہے۔ یہ انسان کے لیے قدرتی غذاؤں کے ساتھ ساتھ دواؤں کا کام بھی دیتے ہیں۔ صحت انسانی کو برقرار اور قائم رکھنے کے لیے خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ پھر اپنے ذائقہ اور غذائی فوائد کے لحاظ سے منفرد۔ بلا شک موسم گرما کے پھلوں کا بادشاہ آم ہے مگر ہیپیتہ جو زود ہضم اور جسم انسانی کے لیے ایک خاص اہمیت کا حامل ہے کو پھلوں کا غریب رشتہ دار خیال کرتے ہوئے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ جس کے باعث بہت کم لوگ ہیپیتہ کی غذائی دوائی اہمیت سے آگاہ ہیں۔ حالانکہ کسی طور پر بھی اس کی اہمیت اور افادیت دوسرے پھلوں سے کم نہیں۔ ہیپیتہ زود ہضم پھل ہے اس میں وٹامن اے اور وٹامن سی کی کافی مقدار ہوتی ہے۔ اس کے اجزاء میں کیلشیم، آئرن، سوڈیم، پوٹاشیم اور کیوریز (حرارے) کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نظام ہضم اور دانٹوں کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔ ایک چیز جو اسے دوسرے پھلوں سے منفرد قرار دیتی ہے وہ ہے اس کا شوگر لیول برقرار رکھنے کی صلاحیت۔

ایک سو گرام ہیپیتہ میں
کیلشیم: ۱۷ ملی گرام آئرن: ۰.۵ ملی گرام
کیورٹین: ۶۶۶ ملی گرام وٹامن سی: ۵۷ ملی گرام
ہوتے ہیں۔

ہیپیتہ گرم ممالک میں پیدا ہوتا ہے۔ امریکی ریاست میکسیکو اور وسطی امریکہ میں کافی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ ہیپیتہ دنیا کے ان سو پھلوں میں سے ایک ہے جس کے پھل کلوگرام تک وزن رکھتے ہیں۔ واشنگٹن (امریکہ) کے ادارے انسٹی ٹیوٹ آف ہارٹی کچر ریسرچ کی تحقیق یہ ہے کہ درمیانے سائز کا پیتہ اپنے شیریں ذائقے کے باعث بہت مقبول ہے۔ جب کہ اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ درآمد کرنے کے لیے یہ ایک آئیڈیل پھل ہے۔ طب کے نقطہ نگاہ سے سبز رنگ کا کچا ہیپیتہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کچے ہیپیتہ کو گوشت گلانے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جس گوشت کو گلانے کے لیے ہر ہیپیتہ استعمال کیا جائے پکنے کے بعد اس کا ذائقہ عام کھانے سے دو گنا ہو جاتا ہے۔ جب کہ ہیپیتہ متعدد کاسمیکس میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ بازار میں ایسی

بہت سی کریمیں اور شیمپول جاتے ہیں جن میں ہیپیتہ استعمال ہوتا ہے۔ بہت سی خواتین اپنے چہرے کی جلد کو تر و تازہ رکھنے کے لیے ہیپیتہ کا استعمال کرتی ہیں۔

ہیپیتہ بچ سے پیدا ہونے والا پھل ہے اگر اس کی مناسب حفاظت کی جائے تو اس کا درخت پانچ سال تک پھل دیتا ہے۔ امریکہ میں کرسس کے موقع پر ہیپیتہ کے درختوں کو ققموں سے سجانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور بعض لوگ اپنے کلوہوں کی چرپی کم کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ہیپیتہ نظام ہضم کی اصلاح کرتا ہے اور صحت کی حفاظت کر کے قوت مدافعت بڑھاتا ہے۔ معدے کی تیزابیت کم کرتا اور جسم کو توانائی فراہم کرتا ہے۔ چہرے پر ملنے سے جلد تر و تازہ اور چمکی ہو جاتی ہے۔ ہیپیتہ پلیمپلیس کو ٹوٹنے سے بچاتا ہے۔

بعض لوگ پکا ہوا ہیپیتہ ناشتہ میں کھاتے ہیں اور کھانے کے بعد میٹھے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ہیپیتہ کا پھل ہی نہیں درخت کی جڑیں اور شاخیں طبی لحاظ سے فوائد رکھتی ہیں اور برصغیر پاک و ہند میں ادویہ میں ان کا استعمال ہوتا ہے۔ ہیپیتہ کا درخت ہر قسم کی مٹی میں اگ جاتا ہے۔ اس کا درخت ۶ تا ۵ سال تک پھل دے کر اپنی افادیت ختم کر لیتا ہے۔ ہیپیتہ کے درخت کی شاخیں، جڑیں، طب یونانی اور آیورویدک کے علاوہ طب چین میں مستعمل ہیں جسے نظام ہضم اور خون صاف کرنے میں مفید خیال کیا جاتا ہے۔

ہرے ہیپیتہ کی سلاد:

کچا ہیپیتہ: آدھ کلو۔ اورک: آدھ چمٹاٹک۔ سرخ مرچ (بج والی): دو سے تین۔ ٹماٹر (کٹا ہوا): ایک سے دو۔ فٹ ساس: ایک سے دو چمچ ٹیبل سپون۔ لیموں کا رس: ایک چمچ

ترکیب تیاری: پیٹے کے بیج نکال کر تمام اجزاء کو ملا لیں پھر اس پریس کی چٹنی ڈالیں اور لیموں کا رس ملا کر استعمال کریں۔

ہیپیتہ کا راستہ:

دو کٹے ہوئے پیٹے، آدھا کپ اورنج جون، آدھا کپ جما ہوا دھیلا دی۔

ترکیب تیاری: پیٹے کے بیج نکال کر کلوں میں کاٹ لیں، پھر تمام اجزاء کو بلینڈر میں ڈال کر ملا لیں۔ اتنا بلینڈ کریں کہ تمام اجزاء سیال شکل میں آجائیں۔ اسے چمچ کے ساتھ کھا سکتے ہیں اور لی بھی سکتے ہیں۔

خط و کتابت پتہ: حکیم راحت نسیم سوہروردی، مطلب ہمدرد، حکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن۔ لاہور فون 042-37803520

شہادت سیدنا حسین

تبیہ

سکتی۔ جو کچھ آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں عمل کے یا احکام دیئے یا کچھ مسلمانوں کے کردہ اعمال کو دیکھ کر آپ ﷺ خاموش رہے وہ سب سنت نبوی بن گئے۔ یعنی سنت صرف وہ ہے جو آپ ﷺ کے اعمال احکام اور آپ کی رضامندیاں ہیں۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دے دیا: علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین۔ (سنن ابن ماجہ: 24)

”تم پر میری سنت پر عمل کرنا لازم ہے یا پھر خلفائے راشدین کی سنت۔“
مزید یہ کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

[فمن رغب عن سنتی فلیس منی]
”جس نے میری سنت سے ہٹ کر کوئی عمل کیا، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔“ (اور نہ ہی اس کا عمل مقبول ہے) (صحیح بخاری)

واقعہ کربلا وفات النبی ﷺ سے 50 سال بعد محرم 61 ہجری میں پیش آیا جبکہ دین اس سے کئی دہائیاں پہلے مکمل ہو چکا تھا۔ سو واقعہ کربلا کے خوالے سے جو اعمال و افعال ثواب اور نیکی سمجھ کر انجام دیئے جاتے ہیں وہ کسی درجے میں بھی سنت شمار نہیں کئے جاسکتے بلکہ یہ شریعت محمدی میں اضافہ ہے جس کا نتیجہ صرف اور صرف غضب خداوندی ناراضگی رسول ﷺ اور دنیا و آخرت میں خسارے کی صورت میں ہے۔ جو سیدنا حسین کی دی گئی قربانی کی روح کے سخت خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و سنت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

اظہار تشکر

جماعت کے معروف خطیب مولانا سرفراز حیدر آف جوہر آباد نائب ناظم تبلیغ AYF پنجاب 23 ستمبر کو جزائروالہ سے ایک جھوٹے پرچے کی بنا پر گرفتار ہوئے جو کہ خارج ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حق کی نصرت فرمائی اور رہائی ہو گئی۔ انہوں نے مرکزی جمعیت دیوبند فورس کے رہنماؤں اور دیگر احباب کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے رابطہ اور تعاون فرمایا۔
منجانب: عطاء الرحمن حقانی، ناظم دفتر AYF پاکستان

بتیہ سعودی عرب کے احسانات

پرباہرین کی عالمی کانفرنس طلب کرنے جیسے اقدامات کر کے سعودی عرب کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مسائل کو بہتر طور پر سمجھ سکیں اور ان کو حل کرنے کے لیے مشترکہ طریقہ کار طے کر سکیں۔ سعودی عرب کی مالی امداد سے دنیا میں اسلام کی تبلیغ کا کام بھی تیزی سے جاری ہے۔ سعودی عرب میں مختلف اسلامی ممالک سے جو طلبہ تعلیم کی غرض سے آتے ہیں انہیں نہ صرف مفت کتابیں و رہائش فراہم کی جاتی ہے، بلکہ انہیں وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ حج کے لیے لاکھوں مرد و خواتین میں ان کی مادری زبانوں میں قرآن پاک اور دیگر اسلامی لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے۔ مغربی ممالک میں کتاب و سنت کی دعوت جس قدر تیزی سے پھیل رہی ہے اس میں سعودی عرب کا کردار کلیدی نوعیت کا ہے۔ تعلیم اور صحت کے منصوبوں پر سعودی عرب کی حکومت بے پناہ خرچ کرتی ہے۔ پاکستانی حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ سعودی عرب کی پالیسیوں و اقدامات سے راہنمائی لیں اور ملک میں حدود اللہ نافذ کریں، تاکہ پاکستان امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکے۔

تقریبی ریفریس

◎ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سینئر نائب امیر علامہ عبدالعزیز حنیفؒ کی اچانک وفات حسرت آیات پر مرکزی جمعیت اہل حدیث سایہال کا ایک تقریبی اجلاس 16 ستمبر بروز جمعہ سہ پہر 3 بجے جاناہ منزل طارق بن زیاد کالونی سایہال میں ہوا۔ جس میں خصوصی شرکت پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد نے کی۔ مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی کی صدارت میں ہونے والے اس اجلاس میں تمام مقررین مولانا احمد یار صدیقی، قاری اظہار احمد، قاری محمد حسن سلفی، قاری نذیر احمد، مولانا عبدالغفور ہزاروی، حافظ عبدالجبار زاہد، قاری محمد شہیر انجم اور مولانا شاہد اقبال ظہیر نے علامہ عبدالعزیز حنیفؒ کی جماعتی و تنظیمی اور مسلکی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا اور ان کی وفات کو جماعت اور ملک و ملت کے لیے عظیم سانحہ قرار دیا۔

منجانب: ناظم نشر و اشاعت ضلع سایہال

حرف اعتراف

◎ گزشتہ شمارہ میں صفحہ تین کا لمبر ایک پر مجلس ادارت غلط چھپ گئی ہے۔ ادارہ معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

منزل کی تمنا ہے تو کہ جہد مسلسل..... خیرات میں جہد و دستار نہیں ملتے

مرکزی وفد کی مرکز اہل حدیث جھنگ میں تشریف آوری
ارالین وفد:

سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزیہ مولانا محمد نعیم بٹ
نائب امیر مرکزیہ مولانا عبدالرشید مجازی
نائب ناظم اعلیٰ مرکزیہ حافظ محمد یونس آزاد

بتاریخ ۲۰ ستمبر بروز منگل بوقت ظہر مرکزی وفد میں بازار جھنگ پہنچا، معززین شہر پہلے سے ہی مرکز میں موجود تھے۔ انتہائی محبت و احترام سے مہمانان گرامی کو خوش آمدید اور مرکز کا وزٹ کروایا۔ آئندہ کا منصوبہ اور لائحہ عمل بتایا جو کہ ماشاء اللہ قابل داد و تحسین تھا۔ نماز ظہر کے بعد باقاعدہ اجلاس کی کارروائی کا آغاز امیر ضلع مولانا حافظ عبدالعلیم یزدانی صاحب نے تلاوت قرآن حکیم سے کیا۔ اس کے بعد مرکز اہل حدیث میں بازار جھنگ کے صدر چناب حاجی شیخ عبدالرشید نے انتہائی خوبصورت الفاظ میں مہمانوں کا جھنگ آمد پر شکریہ ادا کیا اور مرکز کے آئندہ پروگرام کی تفصیلات سے آگاہ کیا اور جماعتی وابستگی کا کھلے الفاظ میں اظہار کیا کہ ہم سو فیصد مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی پالیسیوں سے متفق ہیں۔ دل و جان سے قبول کرتے ہیں اور ان پر عمل کرنا سعادت سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نائب امیر مرکزیہ مولانا حافظ عبدالعلیم یزدانی صاحب کی سرپرستی میں مصروف کار رہیں گے اور علامہ بنیئر پروفیسر ساجد میر صاحب کی امارت حضرت حافظ ڈاکٹر عبدالکریم صاحب کی نظامت پر بھرپور مکمل یقین و اعتماد رکھتے ہیں۔ ہماری جان و مال وقت اور صلاحیتیں مسلک و مرکز کے لیے وقف ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے قبولیت کی دعا کرتے ہیں۔ شیخ صاحب کے بعد جماعت کے معروف خطیب مجاہد انتھک نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالرشید مجازی صاحب نے گفتگو کا آغاز فرمایا۔ انہوں نے مختصر مگر جامع بیان میں باہمی محبت، بھائی چارہ اور عزت و احترام کو قرآن و سنت اور حالات و واقعات کی روشنی میں بہت قیمتی مثالوں سے مزین کیا۔ جس سے ان کا موقف بالکل واضح اور مؤثر تھا۔ مجازی صاحب کے بعد سرپرست مرکز اہل حدیث امیر ضلع محترم حافظ عبدالعلیم یزدانی صاحب نے بڑے ہی مؤثر انداز میں مسلکی خدمت اور جماعتی محبت کا درس دیا۔ انہوں نے کہا کہ مفادات کو ہالائے طاق رکھ کر خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے جماعت سے وفا کرنی چاہیے۔

اس موقع پر حضرت یزدانی صاحب نے سرزمین جھنگ سے اپنی محبت و لگن کا ایک واقعہ بھی سنایا کہ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ جو کہ جماعت کے کئی سال امیر اور سرپرست رہ چکے ہیں نے ازراہ محبت مجھے ایک بہت بڑی مسجد کی خطابت کی پیش کش فرمائی کہ اگر تم چاہو تو میں تمہاری وہاں ذمہ داری لگا دوں۔ مگر میں نے عرض کیا کہ حضرت! جھنگ پسماندہ علاقہ ہے میں ادھر محنت کر رہا ہوں۔ آپ میرے لیے دعا کریں اور دہشت بدست معذرت کر لی۔ حضرت شیخ الحدیث نے میرے اس جذبہ کو سراہا، اظہار مسرت فرمایا اور دعا کی۔ میں نے اپنی زندگی کا بہترین حصہ یہاں گزارا ہے مجھے اس علاقہ سے محبت پر آج بھی فخر ہے۔ میری جماعت مجھ سے محبت کرتی ہے اور میں جماعت سے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اس پر ہاؤس میں خوشی کا لہر دوڑ گئی۔ آخر میں حضرت یزدانی صاحب کے بعد سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزیہ مولانا محمد نعیم بٹ صاحب کو گفتگو کے لیے کہا گیا۔ انہوں نے بڑے سچے تلے الفاظ میں جذبہ، ایثار و قربانی کی اہمیت و فضیلت بیان کرتے ہوئے کہا وہی قوتیں اور جماعتیں ترقی کی منزلیں طے کرتی ہیں جو اس جذبہ سے سرشار ہوں۔ میں حضرت یزدانی صاحب کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے کردار کو آجا کر کرنے کے لیے مزید بہتر انداز میں سرپرستی فرمائیں۔ جماعت اور مسلک کو پروان چڑھائیں۔ اس کی بقا اور استحکام کے لیے جہد مسلسل جاری رکھیں۔ محترم بٹ صاحب نے مرکز اہل حدیث کی انتظامیہ کے لیے بھی نیک جذبات کا اظہار اور دعائیں دی کہ جنہوں نے اپنی مدد آپ کے تحت ایک عظیم منصوبہ کی خلیفہ رقم خرچ کر کے ابتدا کی ہے۔ اس موقع پر حاجی المجید شیخ محمد کاشف، مولانا بدیعہ سلفی، ملک محمد اشرف، چوہدری عبدالجبار، شیخ محمد اکرم، شیخ محمد نعیم، شیخ شاہد اقبال، چوہدری عبدالغفار، ڈاکٹر محمد ندیم، چوہدری محمد صدیق، مولانا محمد رضوان حمزہ، قاری محمد اقبال، ماسٹر محمد سعید، قاری محمد اشرف، قاری عبدالخالق، شیخ محمد نوید، مولانا محمد ثاقب، مولانا محمد انور، مولانا محمد منزل مدنی، شیخ محمد اور لیس اور دیگر معززین تشریف فرما تھے۔ بزرگ شخصیت حافظ عبدالعلیم یزدانی کی دعائے خیر پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ مہمانوں کی پرکھلف ضیافت کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ دعاؤں کے ساتھ الوداع کیا گیا۔

رپورٹ: شاہد اقبال۔ تیار: منظم اشاعت ضلع جھنگ

خانپور میں تقریب بخاری

© 14 اگست 2016ء کو پسرور میں پہلی مرتبہ کسی قومی دن کے موقعہ پر سٹی میرج ہال میں امیر ضلع ملک منیر احمد اعوان دمولانا محمد صدیق باجوہ آف منڈیکی بیریاں کی قیادت میں 'پاک عرب کانفرنس'، سلسلہ تحفظ حرمین شریفین و دفاع پاکستان کا انعقاد کیا گیا۔ کنوینئر کانفرنس چوہدری بلال صدیق باجوہ ایڈووکیٹ تھے۔ کانفرنس کا آغاز ساڑھے گیارہ بجے دن حافظ لقمان عابد آف جاجو پور کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ حمد و نعت عبدالوہاب صدیقی نے پیش کی۔ مولانا ظفر اقبال محمدی کی تقریر سے کانفرنس کا آغاز ہوا کہ تحصیل بھر سے پیسوں، ویکٹوں اور ٹریکٹر ٹریلوں پر کتاب و سنت کے پروانوں کے قافلے پہنچے۔ مولانا عبدالرزاق زاہد فاضل مدینہ یونیورسٹی کا خطاب ہوا۔ میرج ہال میں پاکستان اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کا کلمہ طیبہ والا پرچم لہرایا جا رہا تھا۔ اسٹیج کے دونوں اطراف قائد ملت سلفیہ علامہ پروفیسر ساجد میر، جنرل راجیل شریف، شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور محسن اہل حدیث ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کی تصاویر والی فلکس آویزاں تھیں۔ مولانا عبداللہ نثار صاحب، چوہدری منوعلی گل MPA اور رانا لیاقت علی MPA نے بھی دفاع پاکستان اور تحفظ حرمین شریفین پر انتہائی والہانہ خطاب فرمایا۔ دونوں ممبران نے سینئر پروفیسر ساجد میر کی دینی، ملی، سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور

ضروری اعلان

کے حالات زندگی پر ایک کتاب مرتب کی جا رہی ہے جس کی کتاب کے پاس ان کی کوئی تحریر یا خط ہو تو وہ اس کی فوٹو کاپی بھیج دیں۔
نیز ان کا کوئی یادگار واقعہ ہو تو وہ بھی تحریر کر دیں۔



منجانب

صاحبزادہ شاہد محمد سعیدی

دارالعلوم رحمانیہ فاروق آباد 0333 4278240

مولانا حافظ فاروق الرحمن یزدانی

مدیر جامعہ سلفیہ حاجی آباد فیصل آباد 0323 7602417

الاسلام ڈائری 2017ء

جماعتی ہدایوں کی آئینہ دار

ایک دعوت ایک پیغام

ہر مذہب کے لئے فرد کی ضرورت

حسب سابق ڈائری زیر ترتیب ہے اگر آپ چاہتے ہیں

کہ ڈائری ماہ دسمبر میں آپ کو مل سکے تو آج ہی رابطہ کیجیے۔

اشتراکات اور ضروری فون نمبر آج ہی بھیج دیں

ایک منٹ 2500/- روپے

ایک منٹ 1500/- روپے

نصف منٹ 1000/- روپے

نوٹ: اشتراکات کے ساتھ روابط شاعت بھی لازماً

ارسال فرمائیں۔ شکریہ

شائق کا رو (محمد بشیر انصاری) 5-3207371-34101

رابطہ: الحمد للہ پبلیکیشنز 106 راوی روڈ لاہور

0321-6487892 - 042-37720257

055-4443265

خطبہ جمعہ المبارک

4 نومبر 2016ء کا خطبہ جمعہ المبارک مرکز حسین ابن علی

اہل حدیث نزد کوہ نور طرز چوک میٹھا تحصیل میلی قاری محمد اختر

صدیقی کی سرپرستی میں شیر پنجاب مولانا منظور احمد صاحب

ارشاد فرمائیں گے جبکہ اسی روز بعد نماز عشاء سیرت النبی ﷺ

کانفرنس بھی منعقد ہوگی۔ جس میں جدید علمائے کرام کے

خطابات ہوں گے۔ ان شاء اللہ العزیز!

شفیق الرحمن جنرل سیکرٹری AYF چک 136 جہانیاں

گھرائیں۔ اپنے کام سے بڑا آدمی نہیں لیکن عاجزی اختیار کریں۔ بڑوں کی عزت کریں اور مشکلات و مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کریں۔ انہوں نے دعا پر اپنی گفتگو ختم کی۔ آخر میں قائد طلبہ عبدالقدیر فاروقی نے ڈاکٹر صاحب کا شکریہ اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اجلاس میں ذمہ داران اور کارکن شریک ہوئے۔

منجانب: حافظ محمد عثمان جنرل سیکرٹری ASF پاکستان

سیرت سید البشر ﷺ کا نفرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث و اہل حدیث یوتھ فورس جہانیاں کے زیر اہتمام 2 ستمبر بروز بدھ مرکز عبداللہ جہانیاں میں ڈاکٹر محمد اقبال حلیف مولانا عبدالرحمن سلفی ڈاکٹر محمد نوید کی زیر نگرانی عظیم الشان سیرت سید البشر کانفرنس بعد نماز عشاء منعقد ہوئی جس میں مولانا قاری سیف اللہ عابد امیر ضلع مولانا محمد رضوان اور مولانا محمد یوسف پسروری کے خطابات ہوئے۔

قرب و جوار سے احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

شفیق الرحمن جنرل سیکرٹری AYF چک 136 جہانیاں

ماہانہ درس قرآن

علوم تقویۃ الاسلام "مدرسہ غزنویہ" 3- شیش محل روڈ لاہور میں مؤرخہ 11 اکتوبر 2016ء بروز سوموار بعد نماز مغرب جناب پروفیسر حافظ ثناء اللہ خان (پونچھ روڈ لاہور) ماہانہ درس قرآن ارشاد فرمائیں گے۔ مستورات کے لیے پردہ اور سامعین کے لیے کھانے کا انتظام ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

الداعی: سید جنید غزنوی، مہتمم دارالعلوم ہذا

جماعت کے بیت المال کو مزید فعال بنانے اور ہر سال یکم رمضان کو اس کا آڈٹ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مساجد اور مدارس میں سالانہ علمی مقابلہ جات کروانے اور ان میں انعامات عمرہ کا ٹکٹ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ جماعتی ذمہ داران نے اپنی ذمہ داری سنبھالنے پر سب سے پہلے پیغام ایسویٹس گاڑی لی جس کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کے نام رجسٹر کر دیا گیا۔ اب تک تحصیل پھر میں 7 مساجد اور ایک مدرسہ 244 گ ب میں لائبریری تعمیر کروائی ہے۔ مساجد مدارس میں الیکٹرونک وائر کولر لال وائر پمپ لگانے کا کام بھی شروع ہو چکا ہے۔ ایم کیو ایم کے الطاف حسین کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کیا گیا۔ اجلاس میں بزرگ رہنما ڈاکٹر محمد حسن کی مصیبتی اور ضلعی ناظم مالیات ملک محمد اسلم آزاد کی والدہ محترمہ کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔ اجلاس میں میاں محمد ارشد حاجی محمد طاہر مولانا محمد یحییٰ عزیز مولانا نیاز الہی گوری محمد سرفراز حسن مولانا سجاد ربانی مولانا عبداللہ حقانی صوفی محمد دین عاجز مولانا فوجی محمد زید قاری عبدالقیوم حافظ محمد مقبول حافظ عبدالغفار عابد حافظ محمد محمود گجر حافظ محمد عثمان اشرف حاجی بشیر احمد شمس المانت حافظ ممتاز علی قاری عبدالرشید عابد حافظ عبدالباسط دیگر علماء کرام وارا کین شوری کے ذمہ داران کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ آخر میں شرکاء کے اعزاز میں کھانے کا اہتمام کیا گیا۔

ہمارا عزم جواں ہے..... ہمارے ساتھ چلو

2 اکتوبر 2016ء بروز اتوار مرکزی دفتر اہل حدیث 106 راوی روڈ میں ASF پاکستان کا اجلاس ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد درج ذیل امور زیر بحث لائے گئے:

(1) طلبہ سیمینار تاریخی اور مقام کا تعین (2) تقرری ذمہ داران مشاورت سے طلبہ سیمینار 12 فروری 2017ء بروز اتوار جامع مسجد فیصل اسلام آباد میں ہوگا سیمینار مقررہ وقت پر گیارہ بجے دن شروع ہوگا۔ بعض ذمہ داران کی فحشی مصروفیات کے باعث درج ذیل نئے ذمہ داران کا تقرر کیا گیا:

1- حافظ طلحہ احسان..... پریس سیکرٹری ASF پاکستان

2- حافظ عبدالغنیظ کلیم..... صدر ASF لاہور

3- حافظ سفیان عارف..... سینئر نائب صدر ASF لاہور

آخر میں ناظم ذیلی تنظیمات جناب ڈاکٹر عبدالغفور راشد بھی تشریف لائے اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے طلبہ کو اپنی جوانی کا مثبت استعمال کرنے کی تلقین کی۔ انہوں نے کہا کہ طلبہ اپنی تعلیم پر خصوصی توجہ دیں احساس ذمہ داری پیدا کریں اپنے منہج کو مت چھوڑیں اور مخالفت سے مت

انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گجرہ کے سابق ناظم و ٹیچر گورنمنٹ ایم سی ہائی سکول گجرہ میاں طارق منور میاں محمد ثاقب میاں محمد عاقب ارشاد میاں محمد آصف آف کینیڈا کی والدہ محترمہ اور میاں ارشاد الحق مرحوم کی اہلیہ 2 اکتوبر بروز اتوار کینیڈا میں انتقال کر گئیں جنہیں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد کینیڈا کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحومہ کی غائبانہ نماز جنازہ 3 اکتوبر کو بعد از نماز عصر مرکزی جامع مسجد اہل حدیث محلہ انصار کالونی گجرہ میں مولانا عبدالقادر عثمان صاحب نے پڑھائی۔ مقامی جماعتی احباب و دیگر شخصیات نے مرحومہ کے انتقال پر اظہار تعزیت، دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

منجانب: محمد سرفراز حسن، ناظم نشر و اشاعت تحصیل گجرہ
گذشتہ روز مرکزی جمعیت اہل حدیث مسجد الفیصل چک نمبر 130/10-R کے سرپرست ڈاکٹر خادم حسین کی والدہ محترمہ ٹھٹھہ جدید میں رضائے الہی سے وفات پا گئیں۔ مرحومہ صوم و صلوة کی پابند تھیں اور ارادہ مہمان نواز خاتون تھیں۔ AYF کے کارکنان مولانا عبدالشکور مولانا محمد اکرم راقم حاضی محمد اسلم عبدالستار اور ہر مکتب فکر کے افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ کارکنان نے ڈاکٹر صاحب کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت، مغفرت اور جملہ پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی۔
شفیق الرحمن جنرل سیکرٹری AYF چک 136/10-R جہانیاں

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ (میلوس ہونا گناہ ہے۔)

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوہر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

گولڈن

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ) مساجد کے لئے خصوصی رعایت

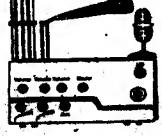
ایمپورٹڈ U.P.S

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ پتھر پارٹس اور مرمت کا کام تلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739
055-4213430

چوک نیائیں نزد دہلی کالج گوجرانوالہ



الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نئی دہلی

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ
محمد ذیشان ربانی
0343-6007696
055-4212804, 4226706-0300-6430029

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت پروپرائیٹز ایم اکرام مغل (ماہر مکنیک)

سپر سٹار

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

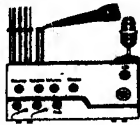
ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ پتھر پارٹس اور مرمت کا کام تلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیا ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے



پروپرائیٹز محمد عثمان

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، شینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کو الیفائیٹ مکنیک کے پاس تشریف لائیں۔

Mob: 0321-7432246
Mob: 0334-7967107
Ph: 055-4230167

نیائیں چوک نزد دہلی کالج گوجرانوالہ

تقریبات علمائے پاک و ہند

افوال اللہ فی صبح الیوم علی الصلوات

مازمین

سینے پر ہاتھ باندھیں

تالیف: فضیلہ شیخ الوفوان کاغذیہ سنابل حفظہ

فضیلہ شیخ ملا ارشد الحق شری حفظہ
فضیلہ شیخ ملا مبشر احمد ربانی حفظہ
فضیلہ شیخ ملا داود ارشد حفظہ
فضیلہ شیخ ملا عابد المعبود مدنی حفظہ
فضیلہ شیخ ملا صلاح الدین مقبول حفظہ
فضیلہ شیخ ملا عیالہ اسماعیلی حفظہ
فضیلہ شیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ
فضیلہ شیخ حافظ ابن سنام الہی ظہیر حفظہ
فضیلہ شیخ ملا محمد رفیق طاہر حفظہ
فضیلہ شیخ ملا رضا اللہ عبد الکریم مدنی حفظہ
فضیلہ شیخ ملا محفوظ الرحمن فیضی حفظہ
فضیلہ شیخ ملا ابوزید ضمیمہ حفظہ

اپورٹڈ کاغذ اعلیٰ طباعت خوبصورت سرورق

WWW.BAIT-US-SALAM.COM
FACEBOOK.COM/BAITUSSALAM BOOK STORE

قیمت - 900/- روپے

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

Tel: 042-37361371, 37320422 Cell: 0321-9350001

لاہور
رباض

مکتبہ بیت السلام



کورسز بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے رقم پہلے بھیجیں
ملاقات کرنے کیلئے فون پر پہلے وقت لے لیں

یو بی ایل مکمل کرنٹ اکاؤنٹ نمبر
0341-232584961

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر
034575451199

رابطہ نمبر

0345-7545119

0301-5545119

دکھی انسانیت کے نام

آج بیمار انسانیت اتنی معاینہ کے ہاتھوں اپنا مرض بڑھا کر سسک سسک کر دم لے رہی ہے میرے بھائیو! صحیح علاج کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ تدابیر اور دھار کی موافقت بھی لازمی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خونی پیش ہوں اور نیکے کباب روٹ بروٹ وغیرہ کھائے جائیں اور پھر شفا کی امید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ گوشت خوری بھی کی جائے اور تڑا بیت بھی نہ ہو دودھ اور چاول کھائے جائیں اور نزلہ کام کو فائدہ ہو جائے۔ میرے بھائیو! حکمت بچوں کا کھیل نہیں یہ طویل ترین ریاضت جبرہ اور محنت کے ساتھ ساتھ قلب و فطرت کی پاکیزگی اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بفضل تعالیٰ جائیں سالہ جبرہ کے دوران بے شمار ملکی و غیر ملکی مرینوں کا علاج کر چکا ہوں۔ طیبہ کالج کاساتھ لیچکار ہوں اور دواوارڈ ایک گولڈ میڈل حاصل کر چکا ہوں خدا خواستہ آپ یا آپ کے ہانسنے والا کسی بھی مرض میں مبتلا ہے تو ایک مرتبہ مجھے علاج کا موقع ضرور دیں۔ انشاء اللہ شفا سے کاملہ و ماملہ ہوئی۔ ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی نشہ آور، کوئی زہریلی، کوئی ایٹوٹک دوا نہیں ہے جس لیبارٹری سے چاہیں چیک کروالیں۔ ہمارے 15 روزہ کورسز درج ذیل ہیں

عصابہ	حساس ہوتا ہے	منہ کے پھلے	پچکلی	خاموش جنون	تکسیر	بلڈ پریشر	السر
شقیقہ	سکتا ہے	منہ سے بدبو	شوگر	تخ جنون	کیرہ	دل کا ڈوبنا	اماس
بے خوابی	اندھراتا	رال بہنا	سوکڑا	اعضاء کاں ہوتا	ومہ	دل کا درد	دائمی قبض
نسیان	نظری کمزوری	لکنت	بول بستری	سرسام	تپ دق	دل کا دورہ	آنکھوں کے زخم
سرچکراتا	بہرا پس	جلد کا پھٹنا	مرکی	ٹینشن	ٹی بی	دل کا دلو بند ہونا	سنگرہتی
غصہ میں ڈرنا	بند نزلہ	بھوک بند ہونا	رعشہ	کڑل پڑنا	کالی کھانسی	بھوک کی زیادتی	قولج

مکتبہ اسلامیہ کی اہم کاوشوں کے ذریعے

شاہرہ زندگی کو علم و عمل سے روشن کیجئے



ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری

مؤلف ابو ذر و رزق شیعہ حدیث ابو موسیٰ خازنہ عبداللہ

تبیلا شیخ احمد زہود

مختصر حدیث حافظ عمر علی زئی

صحیح بخاری

مختصر 1 جلد | مترجم 3 جلدیں | مع شرح 8 جلدیں

- اردو زبان میں پہلی دفعہ مکمل تخریج کا اہتمام • مختلف نسخوں سے تقابل کے بعد نسخہ ہندیہ کے مطابق تصحیح کا اہتمام • خوبصورت طبعیت، دیدہ زیب سرورق

تفسیر ابن کثیر

- تمام آیات قرآنیہ احادیث کریمہ کی مکمل تخریج و تحقیق کا اہتمام • خوبصورت سرورق، معیاری طبعیت بہترین کاغذ، مناسب قیمت

ترجمہ پروفیسر سعید محمد سعیدی
نفاذی شیخ الحدیث ابو موسیٰ خازنہ عبداللہ
تحقیق علامہ ناصر الدین البانی
مراجعت حافظ عمر علی زئی
تخریج و تصحیح حافظ عمر علی زئی
تصدیق حافظ صلاح الدین یوسف

سنن ابن مہاجر

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی

- نئی معتبر اور صحیح ترین نسخوں سے تقابل و موازنہ • مختصر مگر جامع و مانع تخریج کا اہتمام • سادہ، سہل اور سلیس ترجمہ • صحت و قلم کے اعتبار سے ہر حدیث پر واضح حکم • مطبوعہ نسخوں میں پائی جانے والی غلطیوں کی حتی الخواص اصلاح کی گئی ہے۔

صحیح مسند

- آیات و روایات کی تخریج • احادیث مبارکہ کی تخریج اور حدیث نمبر کے ذریعے دیگر کتب احادیث کی طرف رہنمائی • اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تہاڑی تمام الفاظ • مختلف معتبر نسخہ جات سے تقابل اور موازنہ

محدث العصر حافظ عمر علی زئی

موطا امام مالک

• موطا امام مالک
(روایہ ابن القاسم انھض القاسمی)
• کتاب یاب نسخے کا انتخاب
• جوحد شیخ کے ہاں معتبر اور صحیح ترین نسخہ سے

- صحت و قلم کے اعتبار سے ہر حدیث پر واضح حکم • مختصر مگر جامع تخریج کا اہتمام • آسان فہم اور سلیس ترجمہ • ترجمہ، تحقیق و شرح • تفقہ کے نام سے بہترین شرح • احادیث، آثار اور مکتف صاحبین کے اقوال سے مزین

مشکوٰۃ المصابیح

- آسان فہم ترجمہ • صحت و قلم کے اعتبار سے روایات پر حکم • مختصر مگر جامع تخریج • پہلی بار الکمال فی اسماء الرجال کا مکمل ترجمہ اور تحقیق



مکتبہ اسلامیہ

042-37244973
042-37232369

041-2631204
041-2641204

ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور | بیسٹ سٹ بیٹک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد | مکتبہ اسلامیہ | maktabaislamia1@gmail.com | maktabaislamiaapk.com | 0300-8661763

[illegible]